جلد ۴ | ۲۱ ر تبلیغ ۱۳۳۴ ہش ۔ مطابق ۲۱ ر فروری ۱۹۵۵ء | نمبر ۷

ایک گرنتھ صاحب کی پیشکش

۱۸ ر فروری کو شام پانچ بجے مہمان خانہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم و محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے موضع مالیہ نزد قادیان کے سکھ دوستوں کو ایک گرنتھ صاحب پیش کیا۔ سکھوں نے اسے بعد خوشی قبول کیا۔ اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے گاؤں لے گئے۔ یہ یاد رہے۔ کہ اس سے قبل بھی قریباً دو درجن گرنتھ صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے گذشتہ تین چار سالوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی ہندو سکھ احباب کی نقد رقوم اور ضروری دستاویزات ان کو منگوا کر دی جا چکی ہیں اور جماعت احمدیہ کا دست تعاون ہر وقت ان کی امداد کے لئے مستعد رہتا ہے۔

پنجاب کے ۹ احمدیوں کو لاہور جانے کی اجازت نہ ملی

اس عنوان کے تحت روزنامہ پرتاپ جالندھر مورخہ ۱۲ ر فروری نے ذیل کی خبر شائع کی ہے (اس بارہ میں ۷ ر فروری کی اشاعت میں ایک مفصل مضمون درج کر چکے ہیں۔ (ایڈیٹر)

بٹالہ ۱۱ ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ قادیان کے احمدیوں کی طرف سے پنجاب سرکار اور ہند سرکار کو ایک میمورنڈم ارسال کیا گیا ہے۔ کہ لاہور کے کرکٹ میچ کے لئے ان کی جماعت کے ۹ ممبران کو پاسپورٹ ویزا کی سہولتیں نہیں دی گئیں۔ جن میں حضرت خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے سپتر مرزا وسیم اور ملک صلاح الدین ایڈیٹر اخبار "بدر" قادیان کے نام بھی شامل ہیں۔

احمدیہ جماعت نے یورپ کی بارہ زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کئے ہیں

ایڈیٹر صاحب اخبار "نگہبان" کراچی اپنے اخبار کی ۲۰ ر جنوری کی اشاعت میں لکھتے ہیں:-

" یہ پہلا موقع تھا کہ میں ۲۳ ر جنوری کی روزنامہ المصلح کراچی کے چیف ایڈیٹر جناب لطیف صاحب ناشر سے ان کے دفتر واقعہ احمدیہ مسجد میں ملنے گیا۔ صاحب موصوف بڑے تپاک سے ملے۔ اور دیر تک گفتگو کرنے کے بعد انہوں نے قرآن پاک کے ۳ ترجمے دکھائے۔ ایک انگریزی دوسرا جرمنی اور تیسرا ڈچ زبان میں تھا۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ احمدیہ جماعت نے یورپ کی ۱۲ زبانوں میں قرآن پاک کے ترجمے کر کے اقوام یورپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ تو بے انتہا مسرت ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اسلامی فرقوں میں صرف یہی جماعت ہے۔ جو یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ ایڈیٹر صاحب سے ملنے کے بعد جب میں احمدیہ مسجد میں گیا۔ تو یہ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ کہ بڑے بڑے احمدی افسران دعاؤں میں احمدیہ مسجد کے فرش دیواریں اور چھت بالٹی سے دھو کر صاف کر رہے ہیں۔ اور اس خدمت کو ہر ہفتہ بلا تکلف انجام دیتے ہیں۔ در اصل اس مسجد میں اخوت و مساوات اسلامی کا جو مظاہرہ ہوتا ہے وہ دوسرے فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے۔" ایڈیٹر

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۱۰ ر فروری۔ تعلیم الاسلام کالج یونین کے زیر اہتمام آل پاکستان بین الکلیاتی (انٹر کالجیٹ) اردو مباحثے میں سات کالجوں نے شرکت کی۔ زیر بحث موضوع "قومی ترقی کا انحصار افراد کی بجائے نظریات پر ہے" تھا۔ اول انعام مرے کالج سیالکوٹ کے مسٹر ارشاد حسین کاظمی دوم انعام اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے مسٹر حمید ملک اور سوم انعام گورنمنٹ کالج سرگودھا کے مسٹر حسن اختر نے حاصل کیا۔ مجموعی لحاظ سے میدان اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے ہاتھ رہا۔ علاوہ ازیں تعلیم الاسلام کالج کے مسٹر حفیظ عمر نے مسٹر حمید ملک کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کی۔ منصفی کے فرائض ڈاکٹر غلام احمد ملک صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا۔ مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ اور صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم۔اے نے ادا کئے۔ اور تقسیم انعامات کی رسم مشہور مبلغ اسلام و احمدیت مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

گذشتہ روز اس امر پر بحث ہوئی کہ ملک میں بیرونی سرمایہ کو دعوت دینی چاہیئے یا نہیں۔ میدان گورنمنٹ کالج لاہور کے ہاتھ میں رہا۔ جس کے دونوں مقرر مسٹر کوثر اور مسٹر بشیر الدین احمد علی الترتیب اول و دوم رہے۔ تیسرا انعام مرے کالج سیالکوٹ کے مسٹر ارشاد حسین کاظمی نے جیتا۔ منصفی کے فرائض شیخ عطاء اللہ صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج چنیوٹ مولانا عبدالرحیم صاحب درد۔ ایم۔اے سابق امام مسجد لندن اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لندن نے ادا کئے۔

حضرت کرشنؑ

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ

(۵)

جب دنیا نے ایک ملک کی صورت اختیار کرنا شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن گذشتہ بزرگوں کی صداقت کو تازہ کرنے کے لئے محمد صلعم بانی اسلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ نے آ کر تمام انبیاء کی صداقت کی تائید فرمائی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

دنیا میں کوئی اُمت ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی ہر قوم میں ہادی آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت نبی کریم صلعم نے سری کرشن جی مہاراج کے متعلق ارشاد فرمایا:-

كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنًا

یعنی ہندوستان میں ایک نبی ہوا ہے اس کا رنگ سانولا اور نام کاہن ہے۔ یہ حدیث دیلمی کی کتاب "فردوس الاخبار" میں درج ہے۔ یہ محدث چھٹی صدی ہجری میں گذرا ہے۔ اس حدیث کو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے بحوالہ فتوحات مکی اپنی کتاب "حجت الاسلام" میں درج کیا ہے (کلیات آریہ مسافر حصہ سوم صفحہ ۲۵۰) گو یہ حوالہ فتوحات مکی میں نہیں ملتا۔ لیکن اس حدیث کو ضرور تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر پنڈت آتا رام شوتی وحصوی آل انڈیا سناتن دھرم پرچارک ریسرچ سکالر اپنے مضمون "سناتن دھرم اور اسلام" میں اس حدیث کو نقل کرتے ہیں (اخبار سوراجیہ دہلی ۲۵ ر اگست ۱۹۴۳ء) گو مسلمانوں کا ایک طبقہ شری کرشن جی کی نبوت کا قائل تھا۔ لیکن کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ عوام الناس کے سامنے اس کا اظہار کر سکے۔ اور یہی وجہ تھی کہ مسلمان کرشن مہاراج کی حیثیت سے بے خبر تھے۔ وہ صرف آپ کو ہندوؤں کا ایک بزرگ خیال کرتے تھے۔ راس لیلا کی تصویریں جو بازاروں میں بکتی تھیں وہی اُن کے زیر نظر تھیں۔ اس عقیدہ کو منظر عام پر لانے کا شرف بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو ہی حاصل ہوا۔ آپ نے نہایت جرأت اور دلیری سے اعلان فرمایا کہ شری کرشن جی مہاراج خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

" راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا۔ جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانے کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

حضور کے اس اعلان پر مسلمانوں کی زبانی (باقی)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) معارف القرآن

"معیارِ صداقت"

قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۔ (یونس: ۱۷)

ترجمہ۔ تو انہیں کہہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت ہوتی کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جائے تو میں اسے پڑھ کر تمہیں نہ سناتا اور نہ وہ ہی تمہیں اس تعلیم سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گذار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

تشریح۔ اس آیت میں ایک بہت بڑا اصل مدعی نبوت کی صداقت کے پہچاننے کا بیان کیا گیا ہے بلکہ ہر شخص کے حالات کی پرکھ اسی اصل پر ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے معنوں کو ناجائز وسعت نہ دے دی جائے۔

انسانی فطرت کا قاعدہ ہے کہ اس میں انتہائی تغیر خواہ نیکی کی طرف ہو یا بدی کی طرف یک دفعہ نہیں ہوتا بلکہ ایسے تغیر کے لئے ایک عرصہ چاہیئے۔ لیکن آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے، آپ کی تمام عمر آپ کے ہم وطنوں کے لئے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ پس اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم ہمارے رسول کی طرف جھوٹ تو منسوب کرتے ہو جو سب سے بڑا جھوٹ ہے یعنی خدا پر افترا کرنا لیکن اس کے نشو و نما کے لئے کسی عرصہ کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف تم خود تسلیم کرتے ہو کہ یہ رسول دعوئے نبوت کی گھڑی تک تمہارے درمیان رہتا رہا ہے۔ اور اس وقت تک تم اس کو نیک پاک امین اور راستباز ہی قرار دیتے رہے ہو۔ پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ یہ شخص اپنے پاس سے جھوٹ بنا کر تم کو یہ تعلیم دے رہا ہے۔

مِنْ قَبْلِهِ کہہ کر بتایا گیا ہے کہ دعوئے نبوت کے بعد کے اعتراض قابل التفات نہیں کیونکہ اس وقت مخالفت کے باعث دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کہہ کر بتایا ہے کہ اس کے خلاف بات کہنا عقل کے خلاف ہے۔

پس ان حالات میں بالکل خلاف عقل ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ کل تک تو یہ شخص نیکی کا ایک عملی نمونہ تھا مگر آج بدترین جھوٹا انسان ہو گیا ہے۔

اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے اور افسوس کہ مخالف بھی ایسی باتوں میں مشغول رہے ہیں جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف۔ کاش لوگ غور کرتے کہ وہی شخص جو بدترین دشمنوں کے نزدیک بھی دعوئے مسیحیت سے پہلے اسلام کا سب سے بڑا خادم اور راستبازی کا ایک بے نظیر نمونہ تھا۔ وہ یکدم ایسا کیوں بگڑ گیا کہ اس نے خدا تعالیٰ پر افترا کرنا شروع کر دیا۔ (تفسیر کبیر)

(۲) کلام سید الانامؐ

"عورتوں کے حقوق و فرائض"

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان میں سب سے وہ شخص کامل ہوتا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو بیوی کے حق میں بہتر ہو۔

(۲) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کا سب سامان عارضی اور فانی ہے۔ مگر اس عارضی اور فانی سامان میں سب سے بہتر سامان نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی غیر اللہ کے سجدہ کو جائز سمجھتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

(۳) ملفوظات امام الزمانؑ

"نصیحت کی باتیں"

"اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو، خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں سننی پڑیں گی اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے۔ تا تم ہر طرح آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو

جائیں گے۔ اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۵) (مرتبہ محمد حفیظ بقاپوری)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

ہے تیرا احسان

دید کی راہ بتائی تھی۔ ہے تیرا احسان!
اس کی تدبیر سجھائی تھی۔ ہے تیرا احسان!

تم سے ملنے کی خدا کو بھی ہے خواہش۔ یہ خبر
مصطفےٰ! تو نے سنائی تھی۔ ہے تیرا احسان!

ہفت اقلیم کو جو راکھ کئے دیتی تھی
تو نے وہ آگ بجھائی تھی۔ ہے تیرا احسان

راہ گیروں کو بچانے کے لئے ظلمت میں
شمع اک تو نے جلائی تھی۔ ہے تیرا احسان

جس نے ویرانوں کو دنیا کے کیا ہے آباد
بستی وہ تو نے بسائی تھی۔ ہے تیرا احسان

جس کی گرمی سے مری روح ہوئی ہے پختہ
تو نے وہ آگ جلائی تھی۔ ہے تیرا احسان

عرش سے کھینچ کے لے آئی خدا کو جو چیز
تیری بر وقت دہائی تھی۔ ہے تیرا احسان

آج مسلم کو جو ملتی ہے ولایت واللہ
سب ترے حصہ میں آئی تھی۔ ہے تیرا احسان!

قیدِ شیطان سے چھڑانے کے لئے عاصی کو
کس نے تکلیف اٹھائی تھی؟ ہے تیرا احسان!

تو نے انسان کو انسان بنایا پھر سے!
ورنہ شیطان کی بن آئی تھی۔ ہے تیرا احسان

(الفضل ۲ فروری ۵۵ء)

اخبار احمدیہ قادیان

قادیان ۱۴ رفروری۔ نکاسی قرار دی گئی جائداد کی واگذاری کے مقدمہ کی پیروی کے لئے سکندر آباد دکن سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی تشریف لائے۔

قادیان ۱۷ رفروری۔ جناب اسسٹنٹ کسٹوڈین صاحب ضلع گورداسپور نے بیت الظفر میں کل اور آج ان مقدمات کی سماعت کی جو احباب قادیان نے اپنی نکاسی قرار دی گئی جائدادوں کی واگذاری کے لئے دائر کئے ہیں۔ مکرم شکیل احمد صاحب منیر پسر جناب حکیم خلیل احمد صاحب ڈھاکہ یونیورسٹی سے ایم۔ ایس سی کے امتحان میں دوم رہ کر کامیاب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

زائرین ذیل کے احباب قادیان تشریف لائے۔

(۱) ۵ رفروری ضلع لائلپور سے میاں بھاگ صاحب اور لاہور سے منیر احمد صاحب (برادر نسبتی ارشد احمد صاحب) (۲) ۶ رفروری۔ لاہور سے خالد محمود صاحب (از اقارب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز) (۳) ۸ رفروری۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ اور شکیل احمد صاحب منیر (پسر مکرم حکیم خلیل احمد صاحب) شیخ محمود شریف صاحب (برادر زادہ حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ) (۴) ۱۰ رفروری محترمہ صالحہ صاحبہ سید شریف صاحب۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی۔ (۵) ۱۱ رفروری۔ لاہور سے ایم محمود احمد صاحب سعید برادر بشیر احمد صاحب حیدرآبادی طالبعلم قادیان ربوہ سے عبدالباری صاحب پسر چوہدری عبدالحمید صاحب تاجر قادیان۔

ذیل کے احباب واپس تشریف لے گئے۔

(۱) ۱۰ رجنوری مختار احمد صاحب ہاشمی (۲) ۱۲ رجنوری مرزا عطاء الحق صاحب و قریشی بشیر احمد صاحب (۳) ۱۸ رجنوری حافظ محمد نسیم۔ سلام نیاز صاحب نیکس احمد صاحب منیر (۴) ۲۴ رجنوری قاضی مبارک احمد صاحب (۵) ۲۸ رجنوری عبدالعزیز صاحب مستری ناصر احمد صاحب (۶) ۳۱ رجنوری ملک برکت اللہ خان و ملک عصمت اللہ خان صاحب (۷) ۹ رفروری منشی عزیز احمد صاحب (۸) ۹ رفروری۔ میر احمد صاحب (۹) ۱۰ رفروری خالد محمود صاحب (۱۰) ۱۲ رفروری۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی مع اہلیہ محترمہ اور شیخ محمد شریف صاحب۔

خدام الاحمدیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر

تقریر نویس:- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

مورخہ سات نومبر ۱۹۵۲ء کو قبل دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع میں نوجوانان احمدیت کو خطاب کرتے ہوئے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی وہ افادہ عام کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

سب سے پہلے تو میں

خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں سے

ہی پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ انہوں نے خدام کے کھڑے ہونے کی کونسی پوزیشن مقرر کی ہے۔ کیونکہ میں نے پرسوں انہیں ہدایت کی تھی۔ کہ یک جہتی پیدا کرنے کے لئے خدام کے کھڑے ہونے کی پوزیشن مقرر کریں۔ اور فیصلہ کریں۔ کہ آئندہ خدام جب بھی کسی موقعہ پر کھڑے ہوں تو ان کی پوزیشن ایک ہی ہو۔

(اس پر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے بتایا کہ شوریٰ نے اس بارہ میں کیا تجویز کی ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا)

مجھے بتایا گیا ہے

کہ عہد دہراتے وقت خدام "اٹن شن" کی پوزیشن میں کھڑے ہوں گے اور اس کے بعد ان کی پوزیشن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی ہوگی۔ لیکن ہاتھ بجائے پیچھے باندھنے کے سامنے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھے ہوں گے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو اور ساتھ ہی یہ تجویز پاس کی گئی ہے کہ خدام ننگے سر نہ ہوں ننگے سر کھڑا ہونا اسلامی طریق نہیں۔ یورپ میں احترام کے طور پر ٹوپی اتارنے کا رواج ہے۔ وہی رواج ان کی نقل میں مسلمانوں میں آگیا ہے۔ حالانکہ اسلام میں بجائے ٹوپی اتارنے کے ٹوپی سر پر رکھنے کا رواج ہے۔ اسلام نے یہ پسند کیا ہے کہ نماز وغیرہ کے مواقع پر سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھی جائے۔ سر ننگا نہ ہو۔ عورتوں کے متعلق علماء میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہ اگر ان کے سر کے اگلے بال ننگے ہوں تو آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اکثر کا یہی خیال ہے۔ کہ اگر اگلے بال ننگے ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برخلاف یورپ میں سر ننگا رکھنے کا رواج ہے

ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ اس قسم کے مواقع پر ننگے سر کھڑے نہ ہوں۔ اگر ان کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تو وہ اپنے سر پر رومال یا کوئی اور کپڑا رکھ لیں۔ ہمارے فقہا کا خیال ہے کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی۔ لیکن ہمارے ہاں مسائل کی بنیاد چونکہ احادیث پر ہے اور

احادیث میں ایسی مثالیں

ملتی ہیں کہ بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ اس لئے ہم اس تشدد کے قائل نہیں کہ ننگے سر نماز ہوتی ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو۔ اسی طرح سر ڈھانکنے کے لئے رومال وغیرہ بھی اس کے پاس نہ ہو تو ننگے سر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن بہر حال چاہیے وہ کتنا بڑا ہو بعض دفعہ مسائل میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایجاد بندہ کر کے غلو تک بھی چلا جاتا ہے حافظ روشن علی صاحبؓ نے جب حدیث میں یہ پڑھا کہ بعض مواقع پر بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ تو انہوں نے یہ پرچار کرنا شروع کر دیا۔ کہ ننگے سر نماز پڑھنا نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ

مستحسن امر ہے

میں نے ان سے اسکے متعلق کئی دفعہ بحث کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ جس زمانہ میں صحابہؓ ننگے سر نماز پڑھتے تھے۔ اس زمانہ میں کپڑے نہیں ملتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔ کہ ایک جگہ کے مسلمانوں کو امام میسر نہ آیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو جو ۸-۹ سال کا تھا۔ اور اُسے بعض سورتیں یاد تھیں۔ ان کا امام مقرر کر دیا۔ وہ لڑکا غریب تھا۔ اُس کے پاس کُرتہ تھا۔ پاجامہ نہیں تھا۔ کُرتا بھی کچھ اونچا تھا۔ اس لئے جب وہ سجدہ میں جاتا تھا۔ کرتا اونچا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ننگا ہو جاتا۔ عورتوں نے شور مچا دیا۔ اور کہا۔ ارے مسلمانو! تم چندہ کر کے اپنے امام کا ننگ تو ڈھانکو۔ اب اگر اس حدیث کو پڑھ کر کوئی شخص یہ کہنا شروع کر دے کہ

امام کے لئے یہ ضروری ہے

کہ وہ پاجامہ نہ پہنے۔ صرف کُرتا پہنے۔ اور کُرتا بھی اتنا چھوٹا ہو کہ وہ سجدہ میں جائے تو ننگا ہو جائے تو یہ درست نہیں ہوگا۔ بہر حال یورپین اثر کے عہد میں اختر اما سر ننگا رکھنے کی بدعت پیدا ہوئی۔ اور انگریزی حکومت کے دوران میں یہ مرض بڑھتی چلی گئی۔ حالانکہ اسلامی لحاظ سے یہ غلط طریق ہے یہ بات درست ہے کہ اسلام ایسی کوئی پابندی نہیں لگاتا کہ جو انسانی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ لیکن جو بات انسانی طاقت میں ہو۔ اُسے حقیقی عذر کے بغیر نظر انداز کرنا بھی درست نہیں ہو سکتا۔

اسلامی طریق کا رہ یہ ہے

کہ ادب کے طور پر انسان اپنا سر ڈھانکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ درس و تدریس کے دوران میں بعض اوقات سر سے پگڑی اتار دیتے تھے لیکن اگر اس دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے۔ تو آپ فوراً پگڑی اٹھا کر سر پر رکھ لیتے۔ پس ایسے کاموں کے موقع پر اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تو وہ سر پر رومال ہی باندھ لے۔ اور جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ اگر کسی لڑکے کی طرح کسی کے پاس صرف کرتا ہی ہو۔ پاجامہ نہ ہو۔ تو اسے بغیر پاجامہ کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی یا رومال نہ ہو تو وہ ننگے سر کھڑا ہو سکتا ہے۔ ساتھ والے یا تو اسے معذور سمجھیں گے۔ اور یا چندہ کر کے ٹوپی یا پگڑی وغیرہ خرید دیں گے۔ جو کام انسانی طاقت سے بالا ہو۔ اسلام اس کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن جس کام کی انسان میں طاقت ہو یا جس کا ازالہ آسانی سے کیا جا سکتا ہو۔ اس کا بعض دفعہ حکم دیدیتا ہے کہ اس پر عمل کرنا عمل نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم اس کے خلاف کرو گے۔ تو تمہارا فعل آداب کے خلاف ہوگا۔ باقی رہا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا میرے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اس سے زیادہ آسان ہے۔ میں اس پر بعد میں بھی غور کروں گا۔ اس لئے ابھی میں اس حصہ کو لازمی قرار نہیں دیتا۔ گو جب تک مجوزہ طریق کو تبدیل نہ کیا جائے اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں بعض

فوجیوں سے بھی مشورہ

کروں گا۔ کہ سہولت کس صورت میں ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے میں۔ اگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں سہولت ہوئی۔ تو میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے کا فیصلہ کر دوں گا۔ ورنہ مجوزہ طریق کو جاری رکھنے کا فیصلہ کر دوں گا۔ اٹن شن کی پوزیشن دو تین منٹ تک تو برقرار رکھی جا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ اس پوزیشن میں جسم کو زیادہ سخت رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی پوزیشن میں یہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ کہ انسان سیدھا کھڑا ہو۔ اور اعصاب پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ بہر حال میں اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا۔ فوجی احباب

اس بارہ میں مشورہ دیں

فوجی احباب سے مراد وہ احباب ہیں۔ جو لڑنے والے فوجی ہیں۔ (ڈاکٹر وغیرہ نہیں)

ایک بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نائب صدر کے انتخاب کے سلسلہ میں ووٹ ووٹنگ کی مجھے پہنچی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کل ساڑھے چار سو کے قریب ووٹ گزرے ہیں۔ حالانکہ ۱۸۴۰ نمائندے یہاں موجود تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو چھ چھ ووٹ دینے کا اختیار تھا۔ گویا ۱۱۰۴۰ ووٹ تھے۔ لیکن صرف ۴۵۰ ہیں۔ یا یوں کہو کہ ۱۱۰۴۰ افراد میں سے صرف ۴۵۰ افراد نے ووٹ دیئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں کہ صرف چالیس فی صدی ووٹ گزرا ہے۔ اور یہ نہایت

غفلت اور سستی کی علامت

ہے۔ صدر کا انتخاب ایسی چیز نہیں کہ یہ کہا جائے میں نے کوئی رائے قائم نہیں کی۔ کسی نہ کسی رائے پر پہنچنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا رائے نہ دینے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ شخص یا تو سوتا رہا ہے۔ اور اس طرح اس نے اپنے فرض کو ادا نہیں کیا اور یا پھر اس نے اپنے درجہ اور مرتبہ کو اتنا بلند سمجھا ہے کہ اس نے خیال کیا۔ کہ وہ اتنے حقیر کام میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اور یہ دونوں باتیں افسوسناک ہیں۔ اور خدام کی مُردنی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے آئندہ کے لئے میں یہ قانون بناتا ہوں کہ نائب صدر کی ووٹنگ کے وقت ہر شخص کو ووٹ دینا ہوگا۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی تک اس نے کوئی رائے قائم نہیں کی۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب نام پیش ہوئے تو میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا کہ ان میں سے کون زیادہ اہل ہے۔ لیکن اسے یہ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا کہ ان میں سے کون شخص اس کی سمجھ کے زیادہ قریب ہے اس کی مثال تم

یوں سمجھ لو

کہ اگر کسی شخص کا کوئی رشتہ دار مر گیا ہو۔ اور اس کے دفن کرنے کے لئے تین چار جگہیں بتائی گئی ہوں لیکن وہ ساری جگہیں اسے ناپسند ہوں۔ تو تم ہی بتاؤ۔ کہ کیا وہ یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ لاش ان چاروں جگہوں میں سے کسی جگہ بھی دفن نہ کی جائے۔ بلکہ اسے کتوں کے آگے پھینک دیا جائے۔ یا وہ یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ لاش کو دفن کر دو۔ چاہے کسی جگہ کر دو۔ پس اگر نائب صدر کے انتخاب کے وقت کسی فرد کو کسی پر سو فیصدی تسلی نہ ہو۔ تب بھی اسے کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا۔ مثلاً وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ان امیدواروں پر مجھے سو فی صدی تسلی نہیں۔ ہاں فلاں شخص پر مجھے سب سے زیادہ تسلی ہے۔ یا وہ کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے فلاں پر مجھے ۶۰ فی صدی تسلی ہے۔ باقی پر ۴۰ فی صدی تسلی بھی نہیں۔ اور اگر اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا۔ تو وہ کوئی اور نام پیش کر دے اور کہے مجھے اس پر تسلی ہے۔ چاہے اسے ایک ہی ووٹ ملے۔ آگے

مرکزی دفتر کا یہ فرض ہے

کہ وہ خدام کو یہ امر ذہن نشین کراتا رہے۔ کہ انہیں

کسی قسم کے شخص پر تسلی ہونی چاہیئے۔ مثلاً لوگ شادیاں کرتے ہیں۔ تو کوئی یہ دیکھ کر شادی کرتا ہے۔ کہ لڑکی خوش شکل ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس عورت کا خاندان زیادہ معزز ہے۔ کوئی کہتا ہے سبحان اللہ فلاں عورت بہت پڑھی ہوئی ہے۔ وہ پی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔ اور آجکل لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ فلاں عورت اپوا کی عہدیدار ہے۔ یا لیگ میں کسی اچھے عہدہ پر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت لیگ میں کام کرتی ہے۔ تو اسے ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس کے پاس روپیہ پیسہ تو ہے ہی نہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کے پاس روپیہ پیسہ نہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہمیں تو عزت کی ضرورت ہے۔ کوئی کہتا ہے اس کے پاس اتنی بڑی ڈگری ہے۔ اس سے بہتر اور کون ہو سکتی ہے۔ کوئی کہتا ہے چھوڑو ان باتوں کو۔ عورت نے ہر وقت نظر کے سامنے رہنا ہوتا ہے اگر اس کی شکل ہی پسند نہ آئی۔ تو اسے کیا کرنا ہے۔ غرض

مختلف وجوہ کو پیش نظر رکھ کر

لوگ شادیاں کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان وجوہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوئی نسب کی وجہ سے شادی کرتا ہے یعنی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس عورت کا خاندان بہت معزز ہے اس لئے میں اس سے شادی کروں گا۔ کوئی مال کی وجہ سے شادی کرتا ہے۔ پھر آپ اپنا مشورہ دیتے ہیں۔ علیک بذات الدین تربت یداک تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے۔ تو جب شادی کا فیصلہ کرے تو

دیندار عورت تلاش کر

اگر تمہارے پیش نظر ایک سے زیادہ عورتیں ہوں۔ اور ان میں سے ایک نیک ہو۔ دیندار ہو۔ اس کا اخلاق ٹھیک ہو۔ تو اسے دوسری سب عورتوں پر ترجیح دو۔ اسی طرح ہر کس کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنا مشورہ دے۔ کہ نائب صدر کے لئے کونسی صفات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ مثلاً میرے نزدیک ضروری ہے۔ کہ وہ صاحب تجربہ ہو۔ صاحب الرائے ہو۔ اور صاحب الدین ہو۔ صاحب الرائے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ خود یہ طاقت رکھتا ہو۔ کہ کسی بات کا صحیح اندازہ لگا سکے۔ وہ کسی دوسرے شخص کی بات سے متاثر نہ ہو۔ یا کسی کی غلطی سے متاثر نہ ہو۔ وہ فیصلہ کرتے ہوئے یہ سمجھ لے۔ کہ اس کا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ایک شخص اس کا بہنوئی ہے۔ وہ نمازی ہے۔ سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتا ہے۔ اور ہر کام میں سمجھ سے کام لیتا ہے۔ اب اگر یہ اس کے خلاف اس وجہ سے ووٹ دے کہ اس کی اپنی بیوی سے جو اس کی بہن ہے لڑائی ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہ صاحب الرائے نہیں اس نے فیصلہ کرتے ہوئے اپنے ذاتی تعلقات کو مد نظر رکھا ہے یا اس کی کسی سے دوستی تھی۔ مگر وہ دیندار نہیں تھا۔ سمجھدار نہیں تھا۔ سلسلہ کے کاموں سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اب اگر یہ اسے

محض دوستی کی وجہ سے

ووٹ دے دیتا ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ یہ صاحب الرائے نہیں۔ صاحب الرائے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ اپنے اندر قابلیت رکھتا ہو۔ کہ غیر متعلق باتوں کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز ہونے دے۔ مثلاً امامت کا سوال ہو۔ تو یہ نہ دیکھے کہ کوئی اس کا بھائی ہے۔ باپ ہے۔ یا کوئی اور قریبی رشتہ دار ہے۔ بلکہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ صرف یہ دیکھے کہ وہ نمازی ہے۔ دیندار ہے۔ اسے قرآن کریم کا علم دوسروں سے زیادہ ہے۔ دیندار ہونا نمازی ہونا اور قرآن کریم کا علم رکھنا یہ سب باتیں امامت سے تعلق رکھتی ہیں۔ عہدیداری یا رشتہ داری کا امامت سے کوئی تعلق نہیں

بیرونی جماعتوں میں بھی

ایسی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہمارا کام ہے کہ ہم ان کی تربیت کریں۔ ایک جگہ سے مجھے لکھا گیا۔ کہ فلاں شخص ہماری جماعت میں صاحب رسوخ ہے۔ اس کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن دقت یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ جماعت سے خارج ہو چکا ہے۔ اور اس کی دینی حالت بھی ٹھیک نہیں۔ اب کوئی بھلا مانس ان سے یہ پوچھے۔ کہ کیا وہ روز ویلٹ ٹرومین۔ آئزن ہاور یا چیانگ کائی شیک سے بھی بڑا ہے۔ اگر تم ان کے بغیر گذارہ کر رہے ہو۔ تو اس کے بغیر کیوں نہیں کر سکتے۔ لیکن جماعتیں ہمیں چٹھیاں لکھتی رہتی ہیں۔ اور بعض اوقات ہم بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کی منظوری دے دیں۔ ہم یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اچھا تم جھک مارنا چاہتے ہو۔ تو مارو۔ تم اپنے لئے موت قبول کرتے ہو۔ تو ہم کیا کریں۔ پس

عہدیدار کے لئے یہ ضروری ہے

کہ اس کے اندر پابندی کرانے کا مادہ ہو۔ وہ ڈرپوک نہ ہو۔ ایک دفعہ میں راولپنڈی گیا ۱۹۳۱ء کی بات ہے۔ اس سال میری بیوی سارہ فوت ہوئی تھیں راولپنڈی میں میرے سالے ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب بھی تھے۔ جو اس وقت فوج میں غالباً میجر تھے۔ اور راجہ علی محمد صاحب بھی تھے۔ جو اس وقت افسر مال تھے۔ اور جماعت کا امیر ایک کلرک تھا مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ اس امیر نے ایسا انتظام رکھا تھا۔ کہ اگر وہ کہتا کھڑے ہو جاؤ۔ تو یہ لوگ کھڑے ہو جاتے۔ اگر کہتا کہ بیٹھ جاؤ۔ تو بیٹھ جاتے گو اس کا انتخاب بطور امیر اتفاقاً ہو گیا تھا۔ وہ پہلے امیر منتخب ہو چکا تھا۔ اور راجہ علی محمد صاحب اور ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب بعد میں راولپنڈی گئے۔ بہرحال اس نے اپنے انتخاب کی عزت کو قائم رکھا۔ اور اپنے سے بڑے درجہ کے لوگوں کو بھی پابند نظام بنا لیا

عموماً دیکھا گیا ہے

کہ ہماری جماعت میں احمدیت صرف کرنیلی تک جاتی ہے۔ جب کوئی احمدی کرنیل ہو جاتا ہے۔ تو اس کے خاندان کی عورتیں پردہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اور مردوں سے میل جول شروع کر دیتی ہیں بعض احمدی کرنیلی کا عہدہ حاصل کرنے کے بعد شراب پی لیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ کرنیلوں میں بہت کم تعداد ایسی ہے۔ جن کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ احمدیت پر قائم ہے۔ اب اگر صرف یہ دیکھ کر کہ کوئی شخص

فوج میں کرنیل

ہے۔ اسے امیر بنا دیا جائے۔ تو درست امر نہیں۔ اگر ایک چپڑاسی اس سے زیادہ دیندار ہو۔ تو جماعت کی خوبی ہوگی۔ کہ وہ کرنیل کی بجائے اس چپڑاسی کو اپنا امیر بنائے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ

نظم کی طاقت

اپنے اندر رکھتا ہو۔ اگر وہ چپڑاسی ایسا ہو۔ کہ جب کوئی کرنیل آئے۔ تو اسے سلیوٹ کرنے لگ جائے تو پھر وہ بھی اس عہدہ کے مناسب نہیں ہوگا۔ کیونکہ خدام کے دفتر یا جلسہ میں کرنیل کو سلام کرنے کا سرکاری حکم نہیں ہے۔

ہونا یہ چاہیئے

کہ فوج اور چھاؤنی میں وہ سپاہی یا چپڑاسی سلیوٹ کرے۔ اور خدام کے دفتر میں کرنیل آئے۔ تو چپڑاسی کو سلام کرے۔ جو

دیندار چپڑاسی

اپنے عہدہ کا وقار قائم رکھ سکے۔ وہ کرنیل کی نسبت امیر بننے کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ رنگ نظم کا تمہارے اندر آنا چاہیئے۔ اپنا ووٹ ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور صحیح طور پر دینا چاہیئے۔

جو انتخاب تم نے کیا ہے

وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم نے بغیر سوچے سمجھے اپنا ووٹ دے دیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ۳۱ر اکتوبر کے بعد جو سال شروع ہوتا ہے۔ اس میں مرزا ناصر احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے نائب صدر نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ان کی عمر زیادہ ہو چکی ہے۔ اور وہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں ہے۔ میں نے انہیں دو سال کے لئے نائب صدر مقرر کیا تھا۔ تاکہ ان کے

تجربہ سے فائدہ

اٹھایا جاسکے۔ باقی جو انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے:۔

(۱) مرزا منصور احمد صاحب ۱۱۲
(۲) مرزا طاہر احمد صاحب ۱۰۹
(۳) مولوی غلام باری صاحب سیف ۷۰
(۴) میر داؤد احمد صاحب ۸۰
(۵) چوہدری شبیر احمد صاحب ۶۳
(۶) قریشی عبدالرشید صاحب ۴۹

میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ یہ ووٹنگ عقل اور سمجھ پر کس طرح مبنی ہے۔ اس میں یا تو

جنبہ داری سے کام

لیا گیا ہے۔ اور یا پھر جہالت اختیار کی گئی ہے ہو سکتا ہے۔ کہ تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہو۔ لیکن میرے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ طاہر احمد شاگرد ہے۔ اور مولوی غلام باری صاحب سیف استاد ہیں۔ استاد کو

بہت کم ووٹ

ملے ہیں اور شاگرد کو زیادہ۔ اور یہ استاد کی کنڈمنیشن (condemnation) ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ استاد نالائق ہے اور شاگرد اچھا ہے۔ ممکن ہے میرے ذہن میں بھی ان کے خلاف بعض باتیں ہوں۔ لیکن تمہارے نقطۂ نگاہ سے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ استاد کے مقابلہ میں شاگرد کو

زیادہ ووٹ

تم نے کس طرح دے دیئے۔ جب طاہر احمد کے مقابلہ میں اس کا استاد موجود تھا۔ تو تم نے کم ووٹ کیوں دیئے۔ پھر قریشی عبدالرشید صاحب ہیں۔ قریشی صاحب خدام الاحمدیہ کے پرانے ورکر ہیں۔ ان کو بھی انتخاب میں دوسروں سے نیچے گرا دیا گیا ہے۔ میں گراتا تو اس کی کوئی وجہ ہوتی۔ جو وجوہ میرے پاس ہیں۔ وہ تمہارے پاس نہیں۔ یہ لوگ میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے

نقائص اور خوبیوں کا علم ہے

لیکن تمہارے گرانے کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تم نے طاہر احمد کو محض صاحبزادہ سمجھ کر ووٹ دیدیئے ہیں۔ اور اگر ایسے اہم معاملات میں محض صاحبزادگی کی بناء پر کسی کو ترجیح دی جائے تو قوم تو ختم ہو گئی۔ انتخاب کے لئے کام اور قابلیت دیکھی جاتی ہے۔ صاحبزادگی

نہیں دیکھی جاتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحیح طور پر وہی لوگ کام کرسکتے ہیں جو میرے قریب ہوں۔ اور اگر تم نے یہ دیکھا ہے کہ کسی کو مجھ سے ملنے کا موقع زیادہ مل سکتا ہے۔ تو یہ بات اچھی ہے۔ لیکن اسباب کو نظرانداز کردیا جائے۔ تو

ہر ایک کا حق ہے

کہ وہ اس عہدہ پر کام کرے۔ اگر ایک شخص کو مجھ سے ملاقات کا موقع زیادہ ملتا ہے۔ اور دوسرا اس سے زیادہ قابل ہو۔ تو ترجیح اس شخص کو دی جائے گی جو قابل ہوگا۔ پس یہ انتخاب یا تو جنبہ داری کی وجہ سے ہوا ہے اور یا اس میں بعیر چال سے کام لیا گیا ہے۔ اگر تم کو کسی سے محبت ہے تو اس سے محبت کرنے کے اور ذرائع استعمال کرو۔ اُسے تحفے دو۔ اس سے باتیں کرو۔ اس سے تعلقات بڑھاؤ۔ لیکن اسلام تمہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ تم محض محبت اور پیار کی وجہ سے کسی کا حق دوسرے کو دیدو وبال سلسلہ کا ہے۔ وہ چاہے کوئی رشتہ دار ہو یا دوست۔ تم محض دوستی یا رشتہ داری کی وجہ سے کسی کو نہیں دے سکتے پچھلی دفعہ بھی تم نے ایسا ہی کیا۔ تم نے مرزا خلیل احمد کو منتخب کرلیا۔ اور وہ آج تک امتحان میں فیل ہو رہا ہے کلاس سے نہیں نکلا۔ اور تم نے اسے آج سے چار سال قبل اپنا صدر منتخب کرلیا تھا۔ اور میں نے وہ انتخاب رد کردیا تھا۔ اس لئے کہ انتخاب میں جنبہ داری اور پارٹی بازی سے کام لیا گیا تھا۔ اور اعلان کیا تھا کہ آج سے مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر میں خود ہوں گا۔ تا تمہیں اس بات کی تحریک ہو کہ تم صحیح اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ مگر صحیح اسلامی روح کسی کے انتخاب کے خلاف جاتی ہے۔ تو تم اس کے خلاف جاؤ۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم میں سے ہر ایک کو کھڑا کرکے دریافت کروں کہ اسے کسی اور نے کسی شخص کو ووٹ دینے کے لئے کہا تھا یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اس قسم کے انتخاب عقل کے خلاف ہوتے ہیں۔ انتخاب کے وقت

ہمیشہ قابلیت دیکھنی چاہیئے

میں جانتا ہوں کہ مرزا ناصر احمد میں پہلے کئی نقائص تھے جو بعد میں دور ہو گئے۔ لیکن منور احمد میں وہ قابلیت نہیں جو ناصر احمد میں تھی۔ لیکن بہرحال چونکہ اس کو اس کام میں ایک حد تک تجربہ ہے۔ اگر وہ اپنی اصلاح کرے گا۔ تو اس کام کو کرے گا۔ اس لئے میں اس کا نام نائب صدر کے لئے منظور کرتا ہوں۔ مگر یاد رہے کہ کام کو لٹکایا نہ جائے۔ کام کو لٹکانا قوم کو ذلت کی طرف لے جانا ہے۔

انگریزوں میں ایک اصطلاح

مشہور ہے۔ اور وہ ہے ریڈ ٹیپ ازم۔ جب کسی سوال کا جواب فوری طور پر نہ دیتا ہو۔ یا ایک چیز پہلے ایک شخص کے پاس جائے۔ پھر دوسرے کے پاس پھر تیسرے کے پاس جائے اور اس طرح اس کا جواب آنے میں پانچ چھ ماہ کا عرصہ لگ جائے۔ تو اسے انہوں نے ریڈ ٹیپ ازم رکھا ہے۔ لیکن اس لعنت سے بھی بڑی لعنت ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ ہمارے مقابلہ میں انگریز کی نسبت جُوں کے مقابلہ میں گاڑی کی ہے۔ جو رفتار ایک جوں کی گاڑی کے مقابلہ میں ہوتی ہے وہی انگریز کے مقابلہ میں ہماری رفتار ہے جس تیزی اور تندہی سے انگریز کام کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔ اگر انگریزوں کا ریڈ ٹیپ ازم ہم میں آجائے تو پتہ نہیں ہم میں کس قدر تیزی آجائے۔

ایک واقعہ مشہور ہے

جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں کس قدر سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ راجپوتانہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کسی گھر آگ لگ گئی۔ پانچ سات میل پر کوئی قصبہ تھا جہاں فائر بریگیڈ تھا۔ اس نے وہاں فون کیا کہ میرے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ فائر بریگیڈ بھجواؤ تا آگ بجھائی جا سکے۔ اُسے جواب ملا کہ فائر بریگیڈ کو روانگی کا حکم مل چکا ہے۔ اور تمہارے پاس بہت جلد پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ جواب تب دیا گیا تھا جب اس کا مکان جل کر دوبارہ تعمیر ہو چکا تھا۔ اس نے اس جواب کے جواب میں لکھا کہ آپ کا شکریہ۔ مگر اب تو مکان دوبارہ تعمیر ہو چکا ہے۔ اب فائر بریگیڈ کی ضرورت نہیں۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے

کہ میں ایک دفعہ قادیان کے قریب ایک گاؤں پھیروچیچی گیا۔ وہاں میں اکثر جایا کرتا تھا۔ وہاں میری کچھ زمین بھی تھی۔ شروع میں ہم وہاں خیمے لگا کر رہتے تھے۔ ایک دفعہ باورچی نے مجھے اطلاع دی۔ کہ آٹا ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے مزید آٹا پسوانے کا انتظام کر دیا جائے۔ صرف ایک وقت کا آٹا باقی ہے۔ مہمان کثرت سے آتے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا انتظام جلد کر دیا جائے۔ میں نے ایک دوست کو بلایا۔ ان کا نام قدرت اللہ تھا۔ اور وہ میری زمینوں پر ملازم رہ چکے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ آٹا ختم ہو چکا ہے صرف ایک وقت کا آٹا باقی ہے۔ مہمان کثرت سے آتے ہیں۔ اس لئے دو بوریاں آٹا پسوا لاؤ۔ وہاں قریب ہی تیش کے قریب پن چکیاں تھیں اس لئے آٹا پسوانے میں کوئی دقت نہیں تھی۔ میں نے انہیں یہ ہدایت کی۔ کہ اس بارہ میں سستی نہ کرنا۔ یہ نہ ہو کہ مہمانوں کو آٹا نہ ہونے کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو۔ گاؤں سے اتنا آٹا نہیں مل سکتا۔ چنانچہ وہ اسی وقت چلے گئے۔ تا آٹا پسوانے کا انتظام کریں۔ میں نے انہیں چلتے چلتے بھی تاکید کی۔ کہ آٹا جلد پسوا کر لانا۔

اس میں سستی نہ کرنا

دوسرے دن صبح کا وقت آیا۔ کھانا تیار ہو کر آ گیا اور ہم نے کھا لیا۔ شام ہوئی تو کھانا آ گیا۔ میں نے خیال کیا کہ آٹا آ گیا ہوگا۔ لیکن بعد میں باورچی نے بتایا کہ اس وقت تو ہم نے گاؤں کے دوستوں سے تھوڑا تھوڑا آٹا مانگ کر گزارہ کر لیا ہے۔ کل کے لئے آٹے کا انتظام کرنا مشکل ہے۔ آپ آٹا پسوانے کا جلد انتظام کر دیں۔ اتنے چھوٹے سے گاؤں میں اس قدر آٹے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ میں نے سمجھا جلد اس وقت آٹا نہیں آیا تو صبح آ جائے گا۔ لیکن صبح کے وقت بھی آٹا نہ آیا۔ میں نے کہا جلو اس وقت گاؤں سے تھوڑا تھوڑا آٹا

مانگ کر گذارہ کرلو

امید ہے شام تک آٹا آ جائے گا۔ ویسے تو گاؤں میں چار پانچ سو احمدی تھے۔ لیکن کسی ایک گھر سے اس قدر آٹے کا انتظام مشکل تھا۔ تھکی تھکی آٹا مانگنا پڑتا تھا۔ اب ۴۸ گھنٹے گذر چکے تھے۔ لیکن میاں قدرت اللہ صاحب واپس نہ آئے چنانچہ پھر گاؤں کے احمدیوں سے آٹا مانگ کر گذارہ کیا گیا۔ اس پر میں نے ایک آدمی کو میاں قدرت اللہ کے پاس بھیجا۔ اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہ معلوم کرے کہ آٹا پسوانے میں اتنی دیر کیوں ہو گئی ہے۔ وہاں یہ لطیفہ ہوا۔ کہ اس دوست نے میاں قدرت اللہ صاحب کے دروازہ پر دستک دی لیکن

اندر سے کوئی جواب نہ آیا

آخر اس نے بلند آواز سے کہا۔ حضور خفا ہو رہے ہیں۔ آٹا نہ ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ آخر تم بتاؤ تو سہی کہ آٹا پسوانے میں کیوں دیر واقع ہوئی ہے۔ آخر میاں قدرت اللہ صاحب باہر نکلے۔ اور کہا اسی غور پہ کرنے آں کہ آٹا کیہڑی چکی توں پسوائیے۔ یعنی میں تین دن سے یہ غور کر رہا ہوں کہ آٹا کس چکی پر سے پسوایا جائے۔ گویا آٹے پسوانے کا سوال ہی نہ تھا۔ ابھی تو یہ غور ہو رہا تھا کہ آٹا کہاں سے پسوایا جائے۔ تو یہ ہمارے ملک کی ریڈ ٹیپ ازم ہے۔ ہم ہر معاملہ کو اتنا لٹکاتے ہیں۔ کہ دو منٹ کا کام ہو تو اس پر مہینوں لگ جاتے ہیں۔ میرا ناظروں سے روزانہ یہی جھگڑا ہوتا ہے۔ اور انہیں میں میاں قدرت اللہ صاحب کی ہی مثال دیتا ہوں۔ مثلاً ناظر صاحب بیت المال نے شکایت کی کہ فلاں شخص کے ذمہ ۱۶ ہزار روپیہ کا غبن نکلا ہے۔ اور دو ہزار روپیہ کا جھگڑا اور ہے صدر انجمن احمدیہ کہتی ہے۔ کہ جب تم پوری تحقیقات کر لو گے۔ تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ

اس میں کونسی مصلحت ہے

اس معاملہ میں اتنی دیر ہو گئی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے بعد میں مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یا تو ثبوت ضائع ہو جائیں گے یا فریق ثانی کو اس بات کا شکوہ ہوگا کہ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر رہے۔ معاملہ کو یونہی لٹکایا جا رہا ہے مشکلات کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ جس شخص نے روپیہ کی ضمانت دی تھی وہ فوت ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی دو تین کیس ہو چکے ہیں۔ اور اب ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ ہمیں تنخواہیں دی جائیں۔ گویا ایک طرف تو جماعت کا نقصان ہوا۔ اور دوسری طرف یہ جرمانہ ہوا کہ جرم کرنے والوں کو تنخواہیں دی جائیں۔ میں نے ناظر صاحب اعلیٰ کو بھی لکھا ہے۔ کہ تم ناظر صاحب بیت المال کو یہ جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہ کیا آپ کو ہمارا دستور معلوم نہیں۔ کہ ہم ہر معاملہ کو ہمیشہ لٹکایا کرتے ہیں تا ثبوت ضائع ہو جائیں۔ اور مجرم دو سال کی تنخواہ اور لے لے۔

غرض

ریڈ ٹیپ ازم

کی اتنی مصیبت ہے۔ کہ باوجود کوشش کے ابھی تک بھی نہیں جاتی۔ خدام میں بھی اسی قسم کی غفلت اور سستی پائی جاتی ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ میں نے منور احمد کو دیکھا ہے۔ اسے کوئی کام بتلایا ہے وہ چند منٹ کا ہو وہ اسے دو تین ماہ تک لٹکائے جاتا ہے۔ بہرحال چونکہ آپ لوگوں نے اس کے حق میں رائے دی ہے۔ اس لئے میں ایک چانس اور دیتا ہوں۔ اسے اپنی عادت کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ چاہے رات کو بیٹھ کر کام کرنا پڑے۔ کسی چیز کو زیادہ دیر لٹکانا نہیں چاہیئے۔ میری کئی راتیں ایسی گذری ہیں کہ عشاء کے بعد کام شروع کیا اور صبح کی اذان ہو گئی۔ تم یہ کیوں نہیں کر سکتے۔

اب بھی میرا یہ حال ہے

کہ میری اس قدر عمر ہو گئی ہے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ نماز کے لئے مسجد میں بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن چارپائی پر لیٹے لیٹے بھی میں گھنٹوں کام کرتا ہوں۔ پچھلے دنوں جب فسادات ہوئے۔ میں ان دنوں بیمار بھی تھا۔ اور بیمار بھی۔ لیکن پھر بھی رات کے دو دو تین تین بجے تک روزانہ کام کرتا تھا۔ ۴ ماہ کے قریب یہ کام رہا۔ جو لوگ ان دنوں کام کر رہے تھے۔ وہ جانتے ہیں کہ کوئی رات ہی ایسی آتی تھی۔ جب میں چند گھنٹے سوتا تھا۔ اکثر رات جاگتے جاگتے کٹ جاتی تھی۔ نوجوانوں کے اندر تو کام کرنے کی امنگ ہونی چاہیئے۔ میاں قدرت اللہ والا عذر انہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔

بہرحال میں آپ سب کو

نصیحت کرتا ہوں

کہ اپنے کاموں میں چستی پیدا کرو۔

تیسرے نمبر پر مرزا داؤد احمد صاحب کے ووٹ زیادہ ہیں۔ ان کی عمر بھی منور احمد سے زیادہ ہے۔ اور تجربہ بھی ان کا زیادہ ہے۔ اس لئے دوسرے نمبر پر نائب صدر میں

انہیں بتاتا ہوں ۔ لیکن چونکہ میر داؤد احمد صاحب تبلیغ کے سلسلہ میں بیرون پاکستان جا رہے ہیں ۔ اس لئے ان کے ... کے بعد باقی عرصہ کے لئے مولوی غلام باری صاحب سیف نائب صدر رہے ہوں گے ۔

میں نے بتایا ہے کہ سابق اراکین انصار اللہ میں چلے گئے ہیں ۔ ان کے متعلق

میں نے فیصلہ کیا ہے

کہ وہ آئندہ انصار اللہ کے صدر ہوں گے ۔ اگر چہ میرا یہ حکم "ڈکٹیٹرشپ" کا طرز کا ہے ۔ لیکن اس ڈکٹیٹرشپ کی وجہ سے ہی تمہارا کام اس حد تک پہنچا ہے ۔ ورنہ تمہارا حال بھی صدر انجمن احمدیہ کی طرح ہی ہوتا ۔ ایک دفعہ ایک جماعت کی طرف سے ایک چٹھی آئی جو سکرٹری مال کی طرف سے تھی ۔ انہوں نے تحریر کیا کہ ہمارے بزرگ ایسے نیک اور دین کے خدمت گذار تھے ۔ کہ انہوں نے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی کی ۔ لیکن اب ہم جو ان کی اولاد ہیں ۔ ایسے نالائق نکلے ہیں ۔ کہ جماعت پر مالی بوجھ روز بروز زیادہ ہو رہا ہے ۔ لیکن ہم نے اپنا چندہ اتنے سالوں سے ادا نہیں کیا ۔ آپ مہربانی کر کے اپنا آدمی یہاں بھجوائیں ۔ دوستوں کو ندامت محسوس ہو رہی ہے ۔ چنانچہ یہاں سے نمائندہ بھیجا گیا ۔ اور چند دن کے بعد اس کی طرف سے ایک چٹھی آئی ۔ کہ ساری جماعت یہاں جمع ہوئی ۔ اور سب افراد اپنی سستی اور غفلت پر رو دئے ۔ اور انہوں نے درخواست کی کہ پچھلا چندہ ہمیں معاف کر دیا جائے آئندہ ہم باقاعدہ چندہ ادا کریں گے اور اس کام میں غفلت نہیں کریں گے ۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر لکھا یا بھول گیا ۔ تو ایک اور چٹھی آگئی کہ مرکز کی طرف سے کوئی آدمی بھیجا جائے ۔ احباب میں

ندامت پیدا ہوئی ہے

چنانچہ ایک آدمی گیا ۔ تمام لوگ اکٹھے ہوئے ۔ اور انہوں نے گریہ وزاری کی اور درخواست کی کہ پہلا چندہ معاف کیا جائے ۔ آئندہ ہم باقاعدہ چندہ ادا کریں گے ۔ غرض ہر تیسرے سال یہ چکر چلتا ۔ دو تین آدمی ایسے تھے ۔ جو باقاعدہ طور پر چندہ ادا کرتے تھے باقی کا یہی حال تھا ۔ اگر میں مجلس خدام الاحمدیہ کے بارہ میں ڈکٹیٹرشپ استعمال نہ کرتا تو تمہارا بھی یہی حال ہوتا ۔ نوجوانوں کو میں نے پکڑا اور انصار اللہ کو یہ سمجھ کر کہ وہ بزرگ ہیں ۔ ان میں سے بعض میرے اساتذہ بھی ہیں چھوڑ دیا ۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ نور دین سے بھی کوئی انصار اللہ کا ممبر نظر نہیں آتا ۔ پس ناصر احمد کو میں

انصار اللہ کا صدر

مقرر کرتا ہوں ۔ وہ فوراً انصار اللہ کا اجلاس طلب کریں ۔ اور عہدہ داروں کا انتخاب کر کے میرے سامنے پیش کریں ۔ تین ماہ کے عرصہ میں خدام سے انصار اللہ میں جا کر ناصر احمد نے بھی کوئی کام نہیں کیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی ہوا لگ گئی ہے ۔ اور پھر میرا مشورہ ہے کہ انہیں از سر نو منظم کریں ۔ پھر خدام الاحمدیہ کے سالانہ

اجتماع کی طرح انصار اللہ کا بھی سالانہ جلسہ کیا کریں لیکن ان کا انتظام اور قسم کا ہوگا ۔ اس اجتماع میں کھیلوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے ۔ کبڈی اور دوسری کھیلیں ہوتی ہیں ۔ انصار اللہ کے اجتماع میں درس القرآن کی طرف زیادہ توجہ دی جائے ۔ اور زیادہ وقت تعلیم و تدریس پر صرف کیا جائے ۔

خدام الاحمدیہ کی تنظیم

اب روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ اس لئے ان کے کاموں میں پہلے سے زیادہ چستی پیدا ہونی چاہیئے ۔ پچھلے دنوں لاہور والوں نے جو کام کیا ہے ۔ وہ نہایت قیمتی تھا لیکن اگر لاہور کی مجلس زیادہ منظم ہوتی ۔ تو یقیناً ان کا کام زیادہ مفید ہو سکتا تھا ۔ اور اگر لاہور والوں کو منظم ہونے کا احساس ہوتا ۔ تو اس کا قاعدہ یہ تھا کہ لاہور والے مرکز کو لکھتے کہ وہ اپنا ایک نمائندہ یہاں بھیجدیں پھر وہ نمائندہ دوسری مجالس کو تاریں دیتا کہ تم لوگ یہاں آکر کام کرو ۔ اس طرح لاہور میں

خدمت خلق کا کام

وسیع ہو سکتا تھا ۔ جب میں نے ربوہ سے معمار بھجوائے تو لاہور میں اتنا کام نہیں ہو سکا جس کی ہمیں امید تھی ۔ اور اس کی زیادہ وجہ یہی تھی ۔ کہ سامان بہت کم تھا معماروں کو سامان وقت پر میسر نہیں آیا ۔ اگر لاہور والے اس کے متعلق پہلے غور کر لیتے ۔ اور ہمیں سامان کا اندازہ لگا کر بھیجدیتے ۔ تو یہاں سے معمار کام کا اندازہ کر کے بھیجے جاتے ۔ اب انہوں نے خدمت بھی کی ۔ لیکن کام زیادہ نہیں ہوا ۔ اگر سامان کم تھا ۔ تو ہم کچھ معمار اس وقت بھیجدیتے ۔ اور باقی معماروں سے کسی اور موقعہ پر کام لیتے انسان آنریری خدمت ہر وقت نہیں کر سکتا ۔ آخر اس نے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھی پالنا ہوتا ہے ۔ بہرحال اس قسم کے تمام کام اسی وقت عمدگی سے کئے جا سکتے ہیں ۔ جب

مجالس ایک دوسری سے تعاون کریں

سیلاب کے دنوں میں باقی جماعتوں نے بھی کام کیا ہے ۔ لیکن لاہور کی جماعت نے جس قسم کا کام کیا ہے اس سے انہیں ایک خاص معیار حاصل ہو گیا ہے ۔ موجودہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے اندر وقت کا احساس ہے ۔ میں جب لاہور گیا ۔ اور میں نے ربوہ کے معماروں کے بنائے ہوئے مکانوں کو خود دیکھا تو ایک جگہ پر ایک کمرہ تعمیر کرنے کے لئے میں نے انہیں اندازہ بھجوانے کی ہدایت کی ۔ غور کرنے والے تو شاید اس پر کئی دن لگا دیتے ۔ لیکن انہوں نے اندازہ گھنٹوں میں پہنچا دیا ۔ اور پھر اس کی تفصیل بھی ساتھ تھی ۔

پس تم خدمت خلق کے کام کو نمایاں کرو ۔ اور اپنے

بجٹ کو ایسے طور پر بناؤ

کہ وقت آنے پر کچھ حصہ اس کا خدمت خلق کے کاموں میں صرف کیا جا سکے ۔ قادیان میں یہ ہوتا تھا کہ زیادہ زور عمارتوں پر رہتا تھا ۔ حالانکہ اگر کوئی عمارت بنانی ہی ہے ۔ تو پہلے اس کا ایک حصہ بنا لیا جائے کچھ کچے کمرے بنائے جائیں ۔ جماعت بڑھتی جائے گی ۔ تو چندہ بھی زیادہ آئے گا ۔ اور اس سے عمارت آہستہ آہستہ مکمل کی جا سکے گی ۔ پس اپنے بجٹ کا ایک حصہ خدمت خلق کے لئے وقف رکھو جیسے ہلال احمر اور ریڈ کراس کی سوسائٹیاں کام کرتی ہیں ۔ اگر تم آہستہ آہستہ ایسے فنڈ جمع کرتے رہو ۔ تو ہنگامی طور پر یہ رقوم کام آجائیں گی ۔ مثلاً

بنگال میں سیلاب

آیا تو جماعت کی طرف سے نہایت اچھا کام کیا گیا ۔ لیکن چونکہ چندہ دیر سے جمع ہوا ۔ اس لئے کام ابھی تک جاری ہے ۔ چندہ جب مانگا گیا تھا تو صرف مشرقی پاکستان کا نام لیا گیا تھا پنجاب کا نام نہیں لیا گیا تا کہ مزید چندہ مانگنے پر جماعت پر مالی بوجھ نہ پڑے ۔ اگر اس قسم کی رقوم پہلے سے جمع ہوتیں ۔ تو جمع شدہ چندہ ہم مشرقی پاکستان پر خرچ کر دیتے ۔ اور ان رقوم میں سے ایک حصہ پنجاب میں خرچ کر دیا جاتا ۔

پس ہر سال بجٹ میں اس کے لئے بھی کچھ رکھ لیا جائے اور تھوڑی بہت رقم ضرور الگ رکھی جائے وہ رقم ریزرو ہو گی ۔ جو

قحط اور سیلاب وغیرہ مواقع پر

صرف کی جائے گی ۔ تم اس کا کوئی نام رکھ لو ۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح بہرحال کچھ رقم جمع ہوتی رہے جو کسی حادثہ کے پیش آنے یا کسی بڑی آفت کے وقت خدمت خلق کے کاموں پر خرچ کی جا سکے جاپان میں زلزلے کثرت سے آتے ہیں ۔ فرض کرو وہاں کوئی ایسا زلزلہ آجائے جس قسم کا زلزلہ پچھلے دنوں آیا تھا ۔ اور اس کے نتیجہ میں دو تین ہزار آدمی مر گئے تھے ۔ تو ایسے مواقع پر اگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ کے واسطہ سے کچھ رقم وہاں بھیج دی جائے تو خود بخود خدام الاحمدیہ کا نام لوگوں کے سامنے آجائے گا ۔ اس قسم کی مدد سے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو جاتی ہے ۔ اور طبائع کے اندر شکریہ کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے اگر

اس قسم کے مصائب

کے وقت کچھ رقم تار کے ذریعہ بطور مدد بھیج دی جائے تو دوسرے دن ملک کی سب اخبارات میں مجلس کا نام چھپ جائے گا ۔ پچھلے طوفان میں ہی اگر خدام کے حلقے خود بخود بنائے جاتے اور تنظیم کے ذریعہ سے باہر کی مجالس سے آدمی منگوائے جاتے تو زیادہ سے زیادہ آدمی سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے بھیجے جا سکتے تھے ۔ مثلاً سیالکوٹ کا

زیادہ زور ملتان ۔ سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں تھا ۔ اگر ان ضلعوں کی مجالس کو منظم کیا جاتا ۔ اور باقی مجالس سے مدد کے لئے مزید آدمی آجاتے اور انہیں بھی امدادی کاموں کے لئے مختلف جگہوں پہ بھیجا جاتا تو پھر ان کا کام زیادہ نمایاں ہو جاتا ۔ پھر یہ بھی چاہیئے کہ

حالات کو دیکھ کر غور کیا جائے

کہ کس رنگ میں کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ لاہور میں میں نے دیکھا ہے کہ بعض جگہ چھپر ڈال کر لوگوں کو پناہ دی جا سکتی تھی اگر شہر کے ارد گرد تالابوں سے تنکے اور گھاس کاٹ کر لایا جاتا تو اس سے بڑی آسانی سے چھپر بنا کر چھت کا کام لیا جا سکتا تھا ۔ اس طرح لکڑی کے مہیا کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ اسی طرح اس قسم کے مواقع پر پکے مکانات کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ہلکے کی عمارت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور لکڑی کی بجائے بانس اور تنکوں کو چھت بنا دیا جاتا ہے ۔ لاہور میں کئی ایسی جگہیں تھیں جہاں سردی سے بچاؤ کے لئے چھت کی ضرورت تھی ۔ یہ سب کام آرگنائزیشن سے ہو سکتے تھے ۔ ہمارے محکمہ خدمت خلق کا یہ کام ہے کہ نہ صرف وہ

مجالس کو آرگنائز کرے

بلکہ اس قسم کا انتظام کرے کہ اگر کسی جگہ کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو کس طرح ساری جماعت کا زور اسی طرف ڈالا جا سکے ۔ آئندہ میرے پاس رپورٹیں آتی رہنی چاہئیں کہ کس طرح خدمت خلق کے کام کو آرگنائز کیا گیا ہے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حلقے بنا دیئے جائیں ۔ اور ان کی آپس میں آرگنائزیشن کر دی جائے ۔ جیسے زونل سسٹم ہوتا ہے ۔ اس طرح صوبہ کے مختلف زون مقرر کر دیئے جائیں ۔ مثلاً یہ کیا جا سکتا ہے کہ ملتان کے ارد گرد سو سو میل کا ایک زون بھی بنایا جائے ۔ اس علاقہ میں آبادی کم ہے ۔ اس لئے اس سے بڑا زون بھی بنایا جا سکتا ہے ۔ پھر ہر زون میں خدمت خلق کا ایک افسر مقرر کیا جائے ۔ جو مصیبت آنے پر دوسری مجالس کو تار دیدے کہ فلاں جگہ پر مصیبت آئی ہے ۔ امدادی کاموں کے لئے خدام بھیج دیئے جائیں ۔

اسی طرح یاد رکھو کہ

ہمارا ملک ایسے حالات سے گزر رہا ہے

کہ اس میں نہ صرف بڑے بڑے طوفان آسکتے ہیں ۔ بلکہ طوفان لائے بھی جا سکتے ہیں ۔ ہم نچلے علاقہ میں ہیں ۔ اور ہندوستان کی حکومت اوپر کے علاقوں پر قابض ہے ۔ اور وہ پانی چھوڑ کر طوفان لا سکتی ہے پھر لاہور میں امدادی کاموں کے سلسلہ میں جو دقت پیش آئی تھی اس کے متعلق دریافت کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ اس موقعہ پر بھٹہ والوں نے بددیانتی کی ۔ ان لوگوں نے اس موقعہ پر اینٹ کو مہنگا کر دیا ۔ اگر اس قسم کی تحریک کی باتیں کر جاتیں مل کر ان کو توجہ دلاتیں کہ ایسے مواقع پر آپ لوگوں کا بھی فرض ہے کہ مصیبت زدگان *

تنقیحات

تعلق باللہ اور اسلام کا روشن مستقبل

گذشتہ دنوں ایک مصری نوجوان سعید رمضان مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہوئے دہلی پہنچے یہ نوجوان الاخوان المسلمون سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور اسلامی بھائیوں کو ان سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ دہلی میں ایک ٹی پارٹی کے موقعہ پر سعید رمضان نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

(۱) "دعوت کی اشاعت کے لئے سب سے پہلے جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ دعوت کے امینوں کا تعلق اللہ سے درست ہو۔ سنت اللہ یہ ہے کہ حق کی دعوت میں طاقت ہو۔ اور اس طاقت میں زندگی اور گرمی اس وقت آتی ہے جب داعیوں کا سلسلہ اپنے مالک سے قریب ہو انبیاء علیہم السلام کے پاس یہی طاقت تھی . . . .

. . . . اس وقت ہمیں دراصل ایک ایسی اسلامی نسل کی ضرورت ہے جس کا خدا سے راستبازی کا تعلق ہو۔"

(۲) "مجھے اپنے اس دورے میں بار بار یہ خیال ہوا کہ اگر ہمارے پاس مخصوص سیرت و حالات کے ۲۰ طاقتور مبلغ ہوں اور وہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک آئیں جائیں تو نقشہ بدل سکتا ہے اور اس ڈھیلی ڈھالی امت میں سے ایک نئی امت نکل سکتی ہے۔"

(۳) "حسن البنا شہید ایک مثال دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کسی تیز رفتار گاڑی کی پٹڑی بدلنے کے لئے ایک تیسری پٹڑی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ پٹڑی جس پر گاڑی چل رہی ہے قلوب کی پٹڑی ہے جس کے سہارے اُسے دوسری پٹڑی پر منتقل کرنا ہے ایمان ہے اس ایمان کے ذریعہ ہمیں قلوب کا زاویہ بدلنا ہے۔"

(دعوت دہلی ۵ رفروری ۱۹۵۶ء)

اسلام قرون اولیٰ میں اسلام کی ترقی کے مقابل پر موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی پستی ایک دردمند کے لئے فی الحقیقت بڑے قلق و کرب کا باعث بنتی ہے۔ لیکن سب سے بڑی چیز تو یہ ہے کہ کسی شخص کے بیمار ہو جانے پر جب صحیح تشخیص مرض ہو جائے اور پھر اس کے مطابق علاج معالجہ شروع ہو جائے تو بیمار کے جلد شفا پانے کی امید کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر تشخیص مرض ہی نہ ہو سکے یا تشخیص تو ہو لیکن مناسب حال علاج بہم نہ پہنچایا جائے تو بیمار کا جانبر ہونا محال ہے یہی حال اس وقت اسلام کا ہے ہر مسلمان اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ اسلام پر اضمحلال و کمزوری کا دور گذر رہا ہے۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ اس کی اس خستہ حالی کو دیکھتے ہوئے بھی مسلمان اپنی روحانی مرض کی تشخیص کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور اگر اُس کے سامنے صحیح تشخیص رکھی بھی جائے تو اس کے مطابق علاج سے بے رغبتی کرتا ہے۔ اور پرہیز سے منہ موڑتا ہے۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ دل ہی دل میں کڑھنے والا مسلمان اپنی کھوئی ہوئی قوت و توانائی کو پالے گا۔

سعید رمضان کے منقولہ بالا اقتباسات پر ہی غور کیجئے۔ بیشک وہ مسلمانوں کی موجودالوقت بیماری کی تشخیص کے کسی حد تک قریب پہنچے ہیں بلکہ حسن البنا کی مثال سے ان کی تشخیص نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن افسوس یہ لوگ جو علاج اس کے لئے تجویز کر رہے ہیں۔ وہ بیماری کا دفعیہ کرنے کی بجائے کئی قسم کے نئے عوارض پیدا کر دینے کا موجب بن رہا ہے۔

آج مصر میں جاری کردہ تحریک الاخوان المسلمون اور ہندو پاکستان کی جماعت اسلامی کی کوششیں اور ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ امت مسلمہ میں سے کتنے افراد ہیں جو صحابہ کرام جیسا ایمان اپنے قلوب میں پیدا کر چکے ہیں۔ اور اُن کا خدا سے راستبازی کا تعلق ہو چکا ہے۔ آج بڑے بلند بانگ دعاوی کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس میدان میں مثبت پہلو کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ ان تمام تحریکات کے پیچھے حصول اقتدار کی ہوس کارفرما ہے نہ کہ مسلمانوں کو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلا کر اُن کے دلوں میں پختہ ایمان پیدا کرنا اور پھر ان کا تعلق خدا سے استوار کرنا

چاہیئے تو یہ تھا کہ آج مسلمان کو مومن بنایا جاتا اس کے دل کی آلودگی کو دور کرنے کے سامان کئے جاتے۔ وہ نام کا مسلمان نہ ہو بلکہ کام کا مسلمان ہو دل سے اقتدار کی ہوس دور ہو کر تقوے کی چاہت پیدا ہو۔ تزکیہ نفس اختیار کرنے کے اسباب و ذرائع تلاش کئے جائیں۔

بلاشبہ ان ذرائع و وسائل پر عمل پیرا ہونے کے لئے کسی مرد باصفا اور عبد باخدا کی تلاش چاہیئے جیسا کہ ہر زمانہ کے بگڑ جانے کے وقت میں ہوتا آیا ہے۔ جس کا شاندار نمونہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور آپ کے صحابہ کے خلوص تام میں نظر آتا ہے۔ یاد رکھئے اگر صدر اسلام میں قلوب کے صیقل کرنے اور اکتساب نور کے لئے کسی ظاہری زندہ وجود کے ساتھ وابستگی کی ضرورت تھی تو کیا اس پر آشوب زمانہ میں اس کی ضرورت نہیں؟

علاج

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے ان سب باتوں کو نہایت وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ آج کا مسلمان تدبر فی القرآن کا عادی نہیں سورۃ صف کو پڑھ کر دیکھیں۔ یا ایھا الذین آمنوا لم تقولوا مالا تفعلون۔ کا خطاب کن مومنوں کو ہے۔ کیا صدر اسلام کے اُن افراد کو جنہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا انعام دیا گیا یا موجودہ زمانہ کے بگڑے ہوئے مسلمانوں کو جو نام کے مومن کہلاتے ہیں۔

اسی طرح اسی سورت کی یکے بعد دیگر آیات پر غور کرتے چلے جائیں۔ کیا اس آیت میں اس بیماری کا علاج نہیں بتلایا گیا۔ کیا اس میں یہ آیت نہیں کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ جس کے متعلق اکثر مفسرین سلف کا اتفاق ہے کہ یہ غلبہ اسلام علی الادیان مسیح اور مہدی کے نزول کے وقت ہوگا۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ اسلام تو دن بدن کمزوری کی طرف جا رہا ہے۔ اور مسلمان اس کو بدنام کرنے کے درپے ہے۔ پھر وہ کون نیا دن آنے کا جو مہدی اور مسیح کے ذریعہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر غلبہ کے دیکھنے نصیب ہوں گے۔

کاش! بحیثیت مجموعی اسلام کے لئے دردمند دل رکھنے والا ہر مسلمان ان حقائق پر غور کرتا اور سنجیدگی سے سوچتا، قرآن ہی سے راہنمائی حاصل کرتا۔ اور غیر اسلامی طریقوں کو چھوڑ کر روحانی رستوں کو اختیار کرتا۔ بعض لوگ مغرب و مشرق کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر ان وسائل کی تلاش میں ہیں جو ان کو جلد سے جلد اقتدار کی کرسی پر بٹھا دیں وہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام خدا کے اپنے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اگر مسلمان آج بھی اس کے ساتھ تعلق پیدا کر لیں گے۔ تو اسلام کے خشک پودے کو سرسبز و شاداب کرنے کے سامان بھی وہ خود ہی کر دے گا۔

اب اگر اس بات پر غور کر لیا جائے۔ جو سعید رمضان صاحب نے پہلے نمبر پر فرمائی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ الاخوان المسلمون کے رہنماؤں نے کس حد تک تعلق باللہ کے مدارج طے کرنے کی سعی کی ہے۔ یا ہمارے ملک کے اصلاحی بھائی یعنی جماعت اسلامی کے افراد کس حد تک اس نیک مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ وہ تو ہر ایسی بات پر بجائے سنجیدگی سے غور کرنے کے ہمیشہ ہی ہنسی تمسخر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالےٰ قرآن پاک میں صاف اور واضح الفاظ میں تعلق باللہ کی پختہ دلیل اس بات کو قرار دیا گیا ہے کہ مقرب بارگاہ ایزدی کو خدا تعالےٰ کی ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے:۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔

درحقیقت یہ مکالمات و مخاطبات الہیہ اسلام کی جان ہیں۔ اس کے بغیر اسلام کچھ چیز نہیں یہ وہ پانی ہے جس سے اسلام کا باغ ہمیشہ کے لئے سرسبز رہ سکتا ہے۔ یہ وہ شہتیر ہے جس پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔ ورنہ آج یہودیت اور عیسائیت اور ہندوازم وغیرہ مذاہب اور اسلام میں مابہ الامتیاز اور کونسا امر ہے جو ہر کس و ناکس کی سمجھ میں آ سکے۔

پس یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اسلام کی طرف دعوت دینے والے حقیقی مومن کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے اپنا گہرا تعلق پیدا کرے پھر اسلام کی دعوت کا علم بلند کرے ورنہ اسکے بغیر نہ تو خود زندہ اسلام کا نمونہ ہوگا اور نہ ہی زندگی بخش پیغام کی اُس سے امید کی جا سکتی۔

(محمد حفیظ بقاپوری)

بند کی امداد کریں۔ تو یقیناً وہ کم قیمت پر اینٹ سپلائی کرتے میرے نزدیک آئندہ کے لئے ابھی سے لاہور کے بھٹہ والوں سے مل کر انہیں اس بات پر تیار کیا جائے۔ کہ اگر ملک کو آئندہ ایسا حادثہ پیش آیا۔ تو وہ اینٹ کم قیمت پر دیں گے۔ اور دوسرے گاہکوں پر امدادی کاموں کو ترجیح دیں گے۔ بے شک اس میں وقت پیش آئے گی۔ اور پہلے ایک آدمی ہی مشکل سے مانے گا۔ لیکن آہستہ آہستہ کئی آگے مان لیں گے۔ اور پھر جو لوگ آپ کی بات مان لیں ان کے نام محفوظ رکھے جائیں۔ اس طرح اس کام کو منظم کیا جائے۔

میں نے اس دفعہ

ایک شعبہ کو منسوخ کر دیا ہے

اور وہ اشیاء و استقلال کا شعبہ ہے۔ کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ تربیت و اصلاح کے علاوہ ایثار و استقلال کا الگ شعبہ کس غرض کے لئے ہے جب تک اس کے متعلق کوئی نئی سکیم پیش نہ کی جائے میں اسے بحال نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس عہدہ کو میں نے ہی قائم کیا تھا۔ پس جب تک مجھے یہ نہ بتایا جائے۔ کہ تربیت و اصلاح کے علاوہ ایثار و استقلال نے کیا کام کرنا ہے۔ یہ شعبہ تربیت و اصلاح میں مدغم رہے گا۔ ہاں اگر مجھے بتا دیا جائے کہ اس عہدہ نے پہلے کیا کام کیا ہے۔ اور اب اسے کس طرح زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ تو میں اس کی دوبارہ منظوری دے دوں گا

(اس کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے) . الفضل ۲ رفروری ۱۹۵۶ء)

اخبار عالم احمدیت

جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کی چھٹی سالانہ کانفرنس!

۴۵ احباب کا وقفِ ایام برائے تبلیغ ۔ وعدہ ہائے تحریک جدید
جلسہ کے موقع پر سات افراد کا قبولِ اسلام

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مجاہد بو۔ مغربی افریقہ)

جماعت احمدیہ سیرالیون کی چھٹی کانفرنس مورخہ ۱۷ر تا ۱۹ر دسمبر بمقام "بو" منعقد ہوئی۔ جس کا اخبارات میں اعلان کروا کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو عام دعوت دی گئی۔ باوجود اخراجات میں طلبہ کو تعطیلات وغیرہ کے باعث کمی کی وجہ سے بعض مشکلات کا سامنا ہوا۔ تاہم الحمدللہ کہ کانفرنس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے کامیاب رہی۔

کانفرنس کے انتظامات مہمان نوازی میں "بو" کی جماعت نے اپنے ایمان و اخلاص کے باعث جملہ انتظامات میں پوری تندہی سے ہمارا ہاتھ بٹایا۔ ملک کے طول و عرض سے آنے والے مہمانوں کے قیام و طعام کے سلسلہ میں بھی انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس کے مقابل باہر سے آنے والے احباب نے جن کی تعداد ۳۰۰ افراد پر مشتمل تھی۔ اور ۲۴ جماعتوں کے نمائندے تھے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور جلسہ کی کارروائی میں نہایت ذوق و شوق سے حصہ لیتے رہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

تین دن کی کانفرنس میں چھ اجلاس ہوئے جن میں مرکزی مبلغین کے علاوہ یہاں کے لوکل مبلغین اور دیگر سرکردہ احباب نے بھی اظہار خیالات کیا۔ علاوہ ازیں صبح اور شام کی نمازوں کے بعد تربیتی اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی رہی۔ تاکہ احباب ان دنوں سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

ایک چیز جس کی طرف امسال خاص طور پر توجہ کی گئی وہ طریق نماز اور الفاظ نماز کے صحیح رنگ میں ادا کرنے کی مشق تھی۔ کیونکہ اس ملک میں مسلمان عموماً صحیح طریق نماز سے ناواقف ہیں۔ لوکل زبانوں میں نماز کا ترجمہ بھی سکھانے کا انتظام کیا گیا۔

اجلاس اول

اجلاس اول صبح ۹½ بجے زیر صدارت محترم مولوی نذیر احمد صاحب علی امیر سیرالیون شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک محترم مولوی محمد صدیق صاحب کاردرتی نے فرمائی۔ مختصر طور پر تلاوت کردہ حصہ کی تفسیر بیان کی۔ بعدہٗ محترم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں بتایا کہ آج سے ۶۵ سال قبل ایک شخص قادیان کی گمنام بستی میں کھڑا ہوا جس نے الہام الٰہی سے اعلان فرمایا۔ کہ وہ مسیح ابن مریم جس کی انتظار میں مسلمان اور عیسائی بے قرار و مضطرب ہیں۔ اور جس کے آج تک آسمان پر بقید حیات موجود ہونے کے قائل چلے آرہے ہیں وہ وفات پا چکا ہے۔ اور اس کے دوبارہ نزول کا عقیدہ محض ایک خیال خام ہے۔ اور نہ صرف عقل انسانی اس بات کو رد کرتی ہے۔ بلکہ قرآن کریم اور احادیث رسول اور بائیبل سب اس مزعومہ عقیدہ کی پرزور تردید کرتی ہیں۔ سو جس موعود مسیح کے آنے کا امت محمدیہ یا مسیحیوں کو وعدہ دیا گیا ہے وہ وعدہ میرے وجود میں پورا ہو چکا ہے۔ اور اس میں میرے اپنے ارادہ یا خیال کا کوئی دخل نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ جو علیم و خبیر ہستی ہے اس نے مجھے یہ اعلان کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور وہ اب میرے ذریعہ تمام دنیا کو نور ہدایت سے منور کرتے ہوئے ایک بار پھر تمام قوموں کو پرچم اسلام کے نیچے جمع کریگا یہ اعلان کرنا تھا کہ اپنے اور بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ اور ہر طرف سے مخالفت و عداوت کی تیز و تند آندھیاں چلنے لگیں مگر وہ مرد خدا باوجود ان سب باتوں کے اپنے عزم صمیم پر قائم رہا۔ اور اس کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش واقع نہ ہوئی۔ الٰہی وعدوں پر یقین کامل رکھتے ہوئے اس نے کشتی اسلام کو جو دجالیت کے بے پایاں طوفان میں ہچکولے کھا رہی تھی اسے کنارہ لگانے کا کام شروع کر دیا۔

آخر نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود حالات کے نامساعد و ناموافق ہونے کے سعید روحیں ایک ایک کر کے خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہونے لگیں اور اپنی روحانی پیاس کو اس کے جاری کردہ چشمۂ معرفت سے بجھانے لگیں۔ حتیٰ کہ دشمنوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ماننے والوں کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی۔ اور جو بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوا خائب و خاسر رہا۔ اور نہایت ذلت و رسوائی کی حالت میں اس نے ہلاکت کا منہ دیکھا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم امیر صاحب نے فرمایا۔ آج جبکہ قریباً ۴۶ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر گزر چکے ہیں دنیا میں کوئی بھی ایسا ملک یا خطہ زمین نہیں جہاں آپ کے دیوانے موجود نہ ہوں۔ ہر قوم اور ہر نسل کے افراد اس کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ عرب لوگ جن کو اپنی زبان و تعلیم پر ناز تھا اور جنہوں نے ابتدا میں سخت مخالفت کی اب وہ بھی حضرت احمد علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہونا فخر سمجھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے سٹیج پر بیٹھے ہوئے چند احمدی شامی تجار کو بطور نمونہ پیش کیا۔

آخر میں آپ نے بتایا کہ محض ایمان کا دعویٰ ہرگز کافی نہیں۔ جب تک ہم وہ روح اپنے اندر پیدا نہ کریں جس کا تقاضا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہم سے کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات احباب کو پڑھ کر سنائیں اور بعد میں دعا کرائی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار

بعد دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی نظم کے چند اشعار جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف میں فرمائے گئے، تمام حاضرین نے خوش الحانی سے پڑھے۔ اور ان کے ترجمہ و مطلب سے بھی احباب کو آگاہ کیا گیا۔ جس کے بعد مسٹر ابوبکر کمارا متعلم مدرسہ احمدیہ بو۔ الفا فوڈے صالح اور مسٹر موسیٰ سوسی لوکل مبلغین نے علی الترتیب تقاریر کیں۔ اور اپنے اپنے رنگ میں صداقت احمدیت کو بیان کیا۔ بعد ازاں مولوی محمد صدیق کاردرتی نے قرآن کریم کی آیت کریمہ "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" کی تشریح فرماتے ہوئے بتایا کہ اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بروز کامل کی پیشگوئی موجود ہے۔ جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود مبارک میں پوری ہو چکی ہے۔ اور حضرت احمد علیہ السلام کو ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مترادف ہے اور احمدی احباب کے صحیح مسلمان اور پکے مومن ہونے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اس آیت کے مطابق ہر احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ ایمان لانے کا شرف حاصل ہے۔ یعنی بعثتِ اولیٰ اور بعثتِ ثانیہ دونوں پر۔ بعد ازاں محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے خطبہ جمعہ پڑھایا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے احمدی و غیر احمدی میں مابہ الامتیاز امور کی تشریح کی۔

اجلاس دوم

دوپہر کے کھانے اور نماز جمعہ، عصر کے بعد چار بجے دوسرا اجلاس زیر صدارت محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج مبلغ تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ بعد تلاوت خاکسار نے "ابنیت و الوہیت مسیح و کفارہ" کے ابطال پر تقریر کی۔ عیسائیت کے مزعومہ عقائد کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہ عقائد نہ صرف عقلی لحاظ سے قابل تسلیم نہیں بلکہ بائیبل بھی اس بارہ میں ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ اپنے دعویٰ کے اثبات میں عہد نامہ قدیم و جدید سے متعدد حوالجات پیش کئے اور حاضرین کو اس ملک کے عیسائی مبلغین کی چالوں سے پوری طرح محتاط رہنے کی تلقین کی۔

میری تقریر کے بعد مسٹر علی رود جز نے زنا، شراب نوشی اور جوا وغیرہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور احباب کو ان خطرناک اور موذی جرائم سے اجتناب کی طرف خاص توجہ دلائی۔ مسٹر علی رود جز کے بعد محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے بعض رسوم کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے اپنی تقریر میں شادی بیاہ کے متعلق اسلامی قوانین کی وضاحت کی۔ اور تمام احمدیوں کو خصوصاً عورتوں کو ان پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ نیز مستورات کو یہاں کی بعض اخلاق اور انسانیت سوز حرکات مثلاً زناکاری، شراب نوشی، چوری، خاوندوں کی نافرمانی اور نماز کی عدم پابندی وغیرہ سے اجتناب کی تلقین کی۔

اس کے بعد نصف گھنٹہ تک حاضرین کی طرف سے پیش کردہ بعض سوالوں کے جوابات عرض کئے گئے جس کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

شذرات

مودودی کردار

(۱) مودودی سہ روزہ دعوت دہلی مورخہ ۱۵ فروری میں مرقوم ہے کہ مصر کے مشہور اخوان رہنما اور صحافی سعید رمضان نے دہلی میں ایک تقریر میں مسلمانوں کی موجودہ ابتری اور انتشار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حق کی دعوت دینے والوں میں تعلق باللہ کی کشش کا ہونا ضروری ہے۔ انبیاء کے پاس بھی یہی طاقت تھی۔ آنحضرت صلعم یتیم تھے۔ آپ کے پاس کسی مادی طاقت نہ تھی۔ قریش کو ایسے آدمی نہیں ملتے تھے۔ جن کے بارے میں انہیں یہ گمان ہو کر حضور کے پاس بھیجا جائے گا ویسا ہی واپس آجائے گا۔ اس وقت ہمیں دراصل ایک ایسی ہی اسلامی نسل کی ضرورت ہے جس کا خدا سے راستبازی کا تعلق ہو۔

(۲) اس اشاعت میں مصر کی جیلوں میں اخوان لیڈروں پر "مظالم" کا ذکر کرتے ہوئے ادارہ نے تحریر کیا ہے:-

"سوال یہ ہے کہ کیا نہتے، مظلوم اور بے بس انسانوں کو ظلم و جور کا نشانہ بنانا ہی ترقی پسندی اور تہذیب ہے؟ ہمارے خیال میں دنیا کے پردے پر اس سے بڑی بزدلی اور کوئی نہیں کہ کسی بے بس انسان پر ہاتھ اٹھایا جائے۔"

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے آئینہ میں جماعت اسلامی اپنے کردار کا جائزہ لے۔ کیا انہوں نے اس بزدلی کا اظہار نہیں کیا؟ کیا یہی ان کی "صالحیت" اور تعلق باللہ کی علامت ہے؟ اگر وہ جماعت احمدیہ کی تاثیرات سے خائف نہ تھے تو کیوں انہوں نے اسے غیر مسلم قرار دینے کے لئے ان تھک کوشش کی کیوں معاشرہ سے منقطع کرنے کے لئے "ختم نبوت" کی آڑ لی؟ کیا کسی امن پسند گروہ پر قافیہ حیات تنگ کر دینا اول درجہ کی بزدلی نہیں؟

اور

"کیا نہتے، مظلوم اور بے بس انسانوں کو ظلم و جور کا نشانہ بنانا ہی ترقی پسندی اور تہذیب ہے؟"

بے پر کی خبر

ہفتہ وار آریہ ویر جالندھر اپنی اشاعت ۷ فروری میں لکھتے ہیں کہ ضلع گوڑگانواں کے میو مسلمانوں کے دیہات میں روزانہ کم از کم ڈیڑھ ہزار گائے ذبح کی جاتی ہے۔

اس خبر کا تجزیہ کیجئے۔ ڈیڑھ ہزار گائے کا ۴½ ہزار من گوشت ہوگا۔ اوسط ایک سیر فی خریدار ہو تو ایک لاکھ اسی ہزار بنتا ہے۔ گویا کہ اتنے گاہک روزانہ ہوں گے۔ اگر غریب خریدار ہفتہ میں دو بار خریدیں تو گویا خریداروں کی تعداد ہفتہ میں کم از کم تگنی یعنی پانچ لاکھ ۴۰ ہزار ہوئی۔ روزانہ ضروری نہیں وہی گاہک ہوں۔ پھر آبادی میں ننھے بچے اور بیمار بھی ہوں گے۔ اور جو ایک سیر خریدے گا۔ وہ سارے کنبہ کے لئے خریدے گا۔ اور پھر غرباء کا طبقہ یہ گوشت استعمال کرتا ہے۔ جو کمی قوت خرید کے باعث روزانہ نہیں خرید سکتا ظاہر ہے کہ ہفتہ میں پانچ لاکھ چالیس ہزار خریدار کم از کم بیس لاکھ آبادی میں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اور کون باور کر سکتا ہے۔ کہ تین صد دیہات کی مسلمان آبادی بائیس لاکھ ہے۔ مشرقی پنجاب بھر کے بچے کھچے مسلمان پراگندہ مختلف مقامات میں ہیں۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق صرف ایک لاکھ ہیں۔

کیا یہ صاف ظاہر نہیں کہ صرف مسلمانان پنجاب کو مرعوب کرنے کے لئے یہ بے پر کی خبر اڑائی گئی ہے! یہ ذہنیت صد درجہ افسوسناک ہے ہمارے پریس کا فرض ہے کہ جانچ پڑتال کر کے خبریں شائع کیا کریں۔

یوپی میں امتناع گاؤکشی

گورنر یوپی مسٹر منشی نے مجلس قانون ساز کے بجٹ سیشن کے افتتاحی اجلاس میں اعلان کیا کہ حکومت نے گاؤکشی پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور عنقریب اس سلسلہ میں ایک قانون پیش کیا جائے گا۔

لیکن ہندوستان ٹائمز دہلی میں ایک ہندو کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں حکومت یوپی کے اس فیصلہ کو انہوں نے اقتصادی اصول کے خلاف قرار دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر ہم اس بات کو تسلیم کریں۔ کہ مویشی کی نسل کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ دودھ حاصل کرنے کے تمام ذرائع کا خواہ ان سے کتنا ہی کم دودھ ملتا ہو تحفظ کیا جائے تو بھی یہ لازم نہیں آتا۔ کہ بیکار مویشیوں کی دیکھ بھال پر کثیر رقم صرف کریں جبکہ ہمیں اپنی قومی تعمیر کے لئے ایک ایک پائی کی ضرورت ہے۔ مجوزہ گئوشالاؤں میں گائیوں کو رکھنے سے ناقابل برداشت بھاری رقم خرچ ہوگی۔ اگر وہاں مویشیوں کو معقول آرام نہیں ملے گا تو ان کے مار دینے سے ان کا رکھنا زیادہ ظالمانہ حرکت ہوگی۔ مناسب ہوگا۔ کہ حکومت یوپی دودھ دینے والے تمام مویشیوں کے کاٹنے پر پابندی لگا دے۔ آخر میں لکھا ہے کہ ریاست کسی فرد کے جذبہ کا خیال کرکے [illegible]

احمدیوں کو پاسپورٹ کا انکار

اس عنوان کے تحت معاصر "ٹریبیون" دہلی کے اشاعت مورخہ ۱۵ فروری سے ہم ذیل کی خبر درج کرتے ہیں۔ ہمارے پرچہ میں اس موضوع پر ایک گذشتہ اشاعت میں مفصل روشنی ڈالی جا چکی ہے (ایڈیٹر)

بٹالہ۔ جماعت احمدیہ قادیان نے درخواست دی ہے کہ حکومت پنجاب اس بارہ میں تحقیقات کرائے کہ قریب میں جو تیسرا ہند و پاک کرکٹ ٹسٹ میچ لاہور میں ہوا تھا۔ اس کے دیکھنے کے لئے بعض افراد کو پاسپورٹ دینے سے اور پاکستان کے لئے باقاعدہ پاسپورٹ دینے سے کیوں انکار کیا گیا۔ نو احمدی جن کو پاسپورٹ دینے سے انکار کیا گیا ان میں (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود (صاحب) امام جماعت احمدیہ مقیم پاکستان کے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد (صاحب) اور جماعت قادیان کے آرگن ہفت روزہ بدر کے ایڈیٹر ملک صلاح الدین (صاحب) کے نام بھی شامل ہیں اس بارہ میں حکومت کو جو عرضداشت بھیجی گئی ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ قادیان کے سیکرٹری (ناظر) امور عامہ مسٹر لے حمید (صاحب) صاحب نے بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی پابندی قانون اور امن پسند اصولوں کی وجہ سے بخوبی معروف ہے۔ اور جماعت کی ساٹھ سالہ تاریخ میں اس امر کی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ اس کے کسی فرد نے کبھی احتجاج۔ گڑبڑ یا عدم تعاون کی کسی تحریک میں حصہ لیا ہو یا اپنی تکالیف کے رفع کرانے کے لئے کوئی غیر آئینی طریق اختیار کیا ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ کیوں جماعت کے معزز افراد کو اس طرح ایسی عام سہولت کے تعلق میں تکلیف برداشت کرنی پڑی کہ جو سہولت تیسرے ہند و پاکستانی کرکٹ ٹیسٹ میچ کے وقت ہر ایک شخص کو دی گئی تھی (ترجمہ)

"لائف" اور امریکی سفیر

چند ماہ ہوئے امریکی رسالہ "لائف" نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کی تھی۔ اس پر سب سے اول احمدی روزنامہ "المصلح" کراچی نے شدید احتجاج کیا۔ جس پر کمشنر کراچی نے اس کی تمام کاپیاں ضبط کریں۔ بھارت و پاکستان کے اخبارات میں "لائف" کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ آئندہ یہ رسالہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے گا۔ کہ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ لیکن جائے عبرت ہے کہ اس رسالہ نے پھر اس گستاخی کا اعادہ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کراچی کا ایک وفد اسی بارہ میں کراچی کے سفارت خانہ کے ڈپٹی چیف پبلک افیئرز آفیسر کو ملا۔ اور اس بارہ میں اپنا نقطۂ نگاہ واضح کیا۔ لیکن افسر مذکور نے افسوس کا اظہار کیا۔ لیکن مجبوری ظاہر کی کہ ہمارے ملک میں پریس کو آزادی دی گئی ہے۔ ہم اس پر پابندیاں عائد نہیں کر سکتے۔

وفد نے آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر ایک کتاب ایڈیٹر "لائف" کو بھجوانے کے لئے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھ عطا کرے۔

جالندھر۔ گورنر پنجاب شری سی۔ پی۔ این سنگھ نے آج فرقہ پرستوں کو کڑی وارننگ دیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اگر کسی نے امن عامہ میں خلل ڈالنے اور صوبہ کی یکجہتی کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ تو پنجاب کی مشینری پوری قوت سے حرکت میں آئے گی۔ اور ایسے عناصر کو کچل کر رکھ دے گی۔ آپ نے کہا۔ آزادی کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ملک کے مفاد کے منافی باتیں کہنے اور کرنے کی چھٹی مل گئی ہے۔

نئی دہلی ۔ ۱۷ فروری۔ بھارت سرکار کو پاکستان سرکار کی یہ دعوت موصول ہوئی ہے۔ کہ وہ نکاسی جائداد کے بارے میں بات چیت کے لئے اپنا ایک وفد اس ماہ کے آخر میں کراچی بھیجے۔ مرکزی وزارت بحالیات کے جائنٹ ٹری پی متراتی اور دیگر حکام کراچی جائیں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

حضرت امیر المومنین کا مبارک ارشاد

اپنے ہاتھوں سے کچھ زائد کام کریں اور اس کی آمد اشاعت اسلام میں دیں۔ اسکی آسان راہ یہ ہے کہ ہماری اردو کتابیں "پیارے خدا کی پیاری باتیں"۔ "پانچ سو احادیث" وغیرہ اور اردو انگریزی کتابیں "اسلامی اصول کی فلاسفی" "رسول کریم کے بے نظیر کارنامے" وغیرہ منگوائیے ہم نصف قیمت میں پہنچا دیں گے۔ اس طرح آپ نصف قیمت اشاعت اسلام میں دے سکتے ہیں۔ پاکستانی احباب جناب محاسب صاحب ربوہ کے پاس قیمت جمع کرا سکتے ہیں۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

حضرت کرشن (بقیہ صفحہ ۱)

طرف سے مخالفت کا طوفان بڑی تیزی سے برپا کیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے اس بہادر شیر نے کسی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ اور اپنے اس عقیدہ کی پرزور اشاعت فرمائی۔ آپ اپنے مشن میں کامیاب اور بامراد ہوئے۔ وہی مخالفت کرنے والے آج شری کرشن جی مہاراج کی عظمت اور بزرگی کے قائل ہو کر آپ کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ پنڈت لیکھرام نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کا ذکر بحوالہ کتاب تحفۃ الہند صلا معنفہ مولوی عبید اللہ صاحب یوں کیا ہے:۔

"چنانچہ لکھا ہے کہ بعض مسلمانوں کا یہ بھی گمان ہے کہ کرشن کنہیا جی موحد بلکہ پیغمبر تھے۔ اور حج کر کے براہ دوارکا ہند میں آئے اور اُن کی نسبت جو کتب ہنود میں افعال ناشائستہ لکھے ہیں محض غلط ہیں۔"

(کلیات آریہ مسافر حصہ دوم صفحہ ۶۵)

کرشن جی کا حج کر کے دوارکا آنے کے ساتھ میرے اس مضمون کا کوئی تعلق نہیں میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ بعض مسلمان جناب کرشن علیہ السلام کو موحد اور پیغمبر خیال کرتے چلے آئے ہیں۔ چونکہ پنڈت صاحب نے کرشن جی کے حج کی بابت بہت تنقید سے کام لیا ہے اس لئے انہی کی تحریر سے جواب عرض کرتا ہوں مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور قرآن مجید میں لکھا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ پ۴ رکوع ۱)

یقیناً سب سے پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہ ہے جو بکہ وادی میں ہے۔ برکت دیا گیا اور ذریعہ ہدایت تمام جہانوں کے لئے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے قدیم سے ہی کعبہ اس مقام پر موجود تھا۔ پنڈت صاحب خود ہی فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو کا مندر تھا۔ اور تمام پورانے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مکہ میں شیو جی کی مورتی تھی اس کا نام مکیشر مہادیو تھا۔ ویدوں میں ایک اور مورتی جس کا نام جہانا تھ یعنی منات تھا تھی (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۴) نیز تاریخوں میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ہندوستان سے مکیشر یعنی مکہ شریف کی زیارت کے لئے جاتے تھے

اس کے علاوہ پنڈت صاحب نے کسی گم نام شخص کو لائق اور قابل قدر مورخ لکھ کر اُس کی رائے لکھی ہے کہ عرب کے لوگ شری کرشن جی مہاراج کے بیٹے سام جی کی اولاد ہیں کیونکہ عرب کو سام جی نے ہی آباد کیا تھا۔

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۱)

آگے چل کر آپ بحوالہ تاریخ بلند شہر لکھتے ہیں کہ بلوچستان کے اکثر فرقے جادوؤں کی نسل سے ہیں۔ اور سام پسر سری کرشن سامی کہلاتے تھے یا خود شری کرشن جی کی نسل سے ہیں۔ اور سام پسر شری کرشن سامی کہلاتے تھے یا خود شری کرشن جی کی نسل سے ہونے کے سبب یہ گوت "سمہ" مشہور ہوا کیونکہ سری کرشن جی کا ایک نام سیام یا سام بھی ہے

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۲)

یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت نوح کا زمانہ ایک ہی تھا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۹) یہی سری کرشن کا زمانہ ہے۔ پس بفرض محال اگر یہ مان لیں کہ اہل عرب سیام یا سام یعنی کرشن کی اولاد سے ہیں۔ تو سری کرشن جی کا بھی عرب جانا بعید از قیاس نہیں۔ پھر جبکہ ہندوستان سے لوگ مکیشر کی یاترا کے لئے جاتے بھی ہوں اگر کوئی یاترا کی بجائے حج کا لفظ اپنی اصطلاح میں کرے تو اس میں کیا نقصان ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم سے پیشتر بھی لوگ کعبہ کی زیارت کے لئے آتے تھے۔

پنڈت صاحب نے شیعہ صاحبان کی کسی کتاب "سہرنامہ" کے حوالہ سے کرشن جی کی بابت یوں لکھا ہے:۔

"اہل شیعہ کا دہ سہرنامہ جو علی (علیہ السلام) کی تعریف میں پڑھا کرتے ہیں اس میں لکھا ہے ؎

ہندوانم کرشن خوانند مسلمانم یا علی
حیدر کرار گوید خالق ہر دو سرا

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۵)

ترجمہ:۔ ہندو مجھے کرشن کہتے ہیں اور مسلمان مجھے یا علی کہتے ہیں اور خدا مجھے حیدر کرار کہتا ہے نیز اس سے ملتا جلتا ایک شعر میرے محترم نواب اکبر یار جنگ بہادر ایڈووکیٹ سابق ہوم سیکرٹری و ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن نے بھی بحوالہ نقل ملفوظات حضرت مولا علی علیہ السلام کا پیش کیا ہے جو ذیل میں درج ہے:۔

ہند یا نم کشن خوانند گر بیانم اتقیا
در فرنگم شیلیاؤ در رفتا باوبیا

(دکلی اوتار صفحہ ...)

ترجمہ:۔ ہندی مجھے کرشن کہتے ہیں گرجی مجھے اتقیا بند کہتے ہیں۔ اور فرنگستان میں مجھے شیلیاؤ کہتے ہیں اور رفتار میں مجھے باوبیا کہتے ہیں۔

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو شک ہو تو وہ دفتر ہذا سے دریافت کر سکتے ہیں

نمبر ق ۱۳۱۲۱ منکہ ابوبکر ولد حاجی عبداللہ قوم زمیندار پیشہ تعلیم عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۵-۲-۵۱ ساکن برا گرہ ڈاکخانہ برا گرہ ضلع مالابار۔ مدراس آج بتاریخ ۲۳-۱۱-۵۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مجھے بطور خرچ ماہوار مبلغ ۱۵/- روپے ملتے ہیں میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع کروں گا۔ اگر میری وفات پر بھی کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد بحروف انگریزی پی۔ ابوبکر۔ بحروف اردو ابوبکر ۲-۱۱-۵۲۔ گواہ شد محمد احمد نسیم ولد حسن کٹی صاحب مالاباری حال درویش قادیان ۲۳-۱۱-۵۲۔ گواہ شد فخر الدین ولد ماحن کٹی صاحب مالاباری حال درویش قادیان ۲۳-۱۱-۵۲۔

نمبر ق ۱۳۱۲۲ منکہ سید غلام احمد شاہ ولد محمد خضر شاہ قوم سید پیشہ تبلیغ عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن ماندوجن ڈاکخانہ کاپرن ضلع اسلام آباد ریاست کشمیر آج بتاریخ ۱۴-۱۱-۵۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں صدر انجمن احمدیہ کا کارکن ہوں۔ میرا الاؤنس ۵۰/- روپے ہے میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے (۱) زرعی زمین خبر جو کنال جو نصف نصف میرے رضائی بھائی مکرم محمد عبداللہ صاحب ڈار (غیر احمدی) پسر انور ڈار صاحب کے ساتھ ہے یعنی تین کنال میرا حصہ ہے۔ تین کنال کی قیمت مبلغ تیس روپے (۲) مکان بھی بھائی مذکور کے ساتھ اسی طرح مشترکہ ہے۔ میرے نصف حصہ کی قیمت مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس مکان کے شمال میں رسول بانڈے کا مکان ہے۔ مشرق کی طرف غیر احمدیوں کی مسجد ہے۔ جنوب کی طرف نالہ ہے۔ مغرب میں نعیل بانڈے کا مکان ہے (۳) گاؤں کے مشرق میں شاملات دیہہ میں چار درخت اخروٹ بھائی مذکور کے ساتھ اسی طرح مشترک ہیں گویا کہ نصف حصہ میرا ہے۔ جس کی قیمت بیس روپے ہے۔ (۴) ایک گائے اور ایک بچھڑا بھی بھائی مذکور کے ساتھ اسی طرح مشترک ہے میرا حصہ بچاس روپے کا ہے۔ نوٹ:۔ تمام غیر منقولہ جائیداد بمقام ماندوجن (کشمیر) ہے۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اگر میرے مرنے پر اس کے سوا کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ العبد سید غلام احمد شاہ مبلغ احمدی۔ گواہ شد محمد سعید مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر کشمیر وادو رشی نگر ۱۴-۱۱-۵۲۔ گواہ شد عبدالواحد بقلم خود امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر ۱۴-۱۱-۵۲۔ گواہ شد ملک صلاح الدین ایم۔ اے آف قادیان نزیل رشی نگر کشمیر ۱۴-۱۱-۵۲۔

نمبر ق ۱۳۱۳۰ منکہ نسیم اختر بیگم زوجہ قریشی سعید احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالانوار خاص ضلع گورداسپور (پنجاب)۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے۔ حق مہر ۵۰۰/- روپے۔ کانٹے طلائی وزنی چھ ماشہ قیمت ۴۵/- روپے۔ انگوٹھیاں طلائی دو عدد چھ ماشہ رتی ماشہ فی انگوٹھی قیمت ۴۰/- روپے۔ توڑے چاندی ۱۵ تولے قیمت ۲۰/- روپے۔ نتھ طلائی وزنی چھ ماشہ قیمت ۴۵/- روپے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں اور نہ کوئی ماہوار ہے۔ میں اپنی کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ نسیم اختر بیگم عرف اختری بیگم ۱۵-۴-۵۲۔ گواہ شد قریشی سعید احمد درویش قادیان خاوند موصیہ وصیت ۶۲۳۴ء۔ گواہ شد چوہدری عبدالغفور ولد چوہدری شیر محمد صاحب حال قادیان ضلع گورداسپور موصی نمبر ۱۰۶۵۰ ۱۵-۴-۵۲۔

نمبر ق ۱۳۱۳۹ منکہ شیخ حمید اللہ احمدی ولد فقیر محمد صاحب قوم شیخ پیشہ تبلیغ عمر تخمیناً ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن کولگام ڈاکخانہ کپواڑہ ضلع بارہ مولا کشمیر آج بتاریخ ۳-۲-۵۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے اپنا پدری حصہ ابھی نہیں ملا۔ مجھے اس وقت انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے الاؤنس دیہاتی مبلغ (۴۰) روپے ملتا ہے۔ اس کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی جو کچھ کسی جائیداد پیدا کرے گا اس کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ نوٹ:۔ جب مجھے اپنا پدری حصہ جس وقت بھی ملا اس میں سے بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کر دوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جو بھی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ موجود ہوگی اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ دسویں حصہ کی ہوگی۔ اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تحریر نیز وصیت کی جو ہدایات ہیں ان کا پوری طرح پابند رہوں گا۔ لہٰذا وصیت لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے۔ فقط تحریر تاریخ ۳ مارچ ۱۹۵۲ء العبد بقلم خود شیخ حمید اللہ مبلغ جماعت احمدیہ۔ گواہ شد خواجہ شمس الدین ولد خواجہ محمد بردانی حمالی بقلم خود ساکن لعرون ڈاکخانہ تری گام۔ گواہ شد محمد رمضان مبلغ جماعت احمدیہ ...

نمبر ق ۱۳۱۴۱ منکہ صفیہ خاتون زوجہ ظہیر احمد صاحب گجراتی قوم پنجابی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی آج بتاریخ ۲-۱-۵۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے (۲) میری جائیداد منقولہ اس وقت مندرجہ ذیل ہے (۱) طلائی کانٹے ایک جوڑی ۷ ماشے و انگوٹھی ۳ ماشے کل قیمت ۱۰۰/- روپیہ (۲) حق مہر مبلغ ۷۰۰/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ جائیداد کی قیمت ۸۰۰/- روپے ہے۔ میں اپنی اس جائیداد اور جو آئندہ جائیداد پیدا ہو اس تمام کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں جو رقم اپنے حصہ جائیداد کی نسبت میں حوالہ یا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کروں تو وہ رقم بوقت حساب مجرا کی جائیگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ صفیہ خاتون زوجہ ظہیر احمد گجراتی۔ گواہ شد ظہیر احمد گجراتی والد موصیہ۔ گواہ شد بشیر احمد حافظ آبادی محرر دفاتر صدر انجمن قادیان ۱۳-۱-۵۲۔

آپکی قیمت اخبار بدر ماہ مارچ ۱۹۵۵ء میں ختم ہے

لہذا مہربانی فرما کر جلد از جلد میعاد ختم ہونے سے قبل قیمت اخبار بدر بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ تاکہ آپ کے نام کا اخبار بدر آئندہ بھی جاری رہے۔ اگر آپ کی طرف سے وقت پر چندہ جمع کرا کے اس کی اطلاع دفتر ہذا کو آپ نے نہ کی تو مجبوراً آپ کے نام کا اخبار بدر بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

نمبر	نام	تاریخ	نمبر	نام	تاریخ
۱۰۳۵	مکرم محمد احمد صاحب کانپور	۱۴ مارچ ۵۵ء	۱۸۲۶	مکرم سید ولایت شاہ صاحب انسپکٹر دمایاں شاہ مسکین	۷ مارچ ۵۵ء
۱۲۰۴	" منشی عبد الحفیظ صاحب کرہل	۲۸ " "			
۱۲۳۵	" سید بدر الدین صاحب کلکتہ	۲۸ " "	۱۸۲۹	" عبد الکریم صاحب احمدی سندھ	۷ " "
۱۳۱۳	" سید محمد ذکریا صاحب بھدرک	۲۸ " "	۱۸۴۳	" ملک محمد حسن صاحب مونگھیر	۲۱ " "
۱۴۲۵	" محمد منیف صاحب سہارنپور	۷ " "	۱۸۴۶	" محمد عبد اللطیف صاحب کیتھل	۲۱ " "
۱۶۳۸	" مرزا احسن بیگ صاحب کشن گنج	۷ " "	۱۸۵۲	مکرمہ نجم النساء صاحبہ اڑیسہ	۲۸ " "
۱۶۷۱	" مولوی غلام احمد صاحب فرخ سکھر سندھ	۲۸ " "	۱۸۵۴	مکرم محمد ابراہیم صاحب عبد اللہ حکیم صاحب دینگورلہ	۲۸ " "
۱۶۷۱	" ڈاکٹر غلام نبی صاحب جھبہ	۲۸ " "			
۱۸۱۵	" محمود علی صاحب بھدرک	۲۸ " "	۱۸۵۵	" ملک بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ حیدرآباد سندھ	۲۸ "
۱۸۳۲	والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خان صاحب کوٹ قیصرانی	۷ " "	۱۸۹۸	" چوہدری غلام محمد صاحب راجوری	۲۸ " "
۱۸۳۴	مکرم سید محمد یونس صاحب سرو	۷ " "			

نوٹ:- ہر پرچہ میں اعلان ہونے کے باوجود متعدد احباب خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنا خریداری نمبر تحریر نہیں کرتے۔ لہذا خریداران بدر سے التماس ہے کہ آپ خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل ایڈریس خوشخط ضرور تحریر کیا کریں۔ تاکہ خط و کتابت کرنے اور چندہ کو صحیح اندراج کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو نیز نئے خریداران بدر چندہ روانہ کرتے وقت یہ بھی تحریر کیا کریں کہ آیا وہ نئے خریدار ہیں اور آیا انہوں نے اپنا ذاتی چندہ روانہ کیا ہے یا کسی کی طرف سے چندہ روانہ کیا گیا ہے۔ تاکہ چندہ کا صحیح اندراج ہو سکے (مینیجر بدر قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ

احباب جماعت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جلسہ سالانہ کا چندہ لازمی چندوں میں سے ہے۔ اور اس کی شرح سال میں ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ مقرر ہے۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے پیش نظر اس چندہ کی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل کی جانی ضروری ہوتی ہے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ گذرے ہوئے بھی دو ماہ ہونے کو ہیں۔ مگر ابھی تک اکثر جماعتیں ایسی ہیں۔ کہ جن کی طرف سے اس مد میں بالکل ہی وصولی نہیں ہوئی۔ یا بہت ہی کم ہوئی ہے۔ سیکرٹریان مال کی توجہ کے لئے تحریر ہے۔ کہ اس مالی سال کے ختم ہونے میں صرف ۲ ماہ باقی ہیں۔ لہذا وہ احباب جماعت سے جلد از جلد اس چندہ کی وصولی فرما کر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ بصورت دیگر ان تمام جماعتوں کے نام جن کی طرف سے چندہ وصول نہیں ہؤا اخبار میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ امید ہے کہ سیکرٹریان مال پوری تندہی سے اس بارہ میں کوشش کریں گے۔ اور دوست اس چندہ کی ادائیگی فرما کر فرض سے سبکدوش ہوں گے۔

(ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان)

سیلون کی مسجد

سیلون میں مسجد احمدیہ کی تعمیر ہونے والی ہے۔ وہاں کی جماعت ساری رقم کا انتظام نہیں کر سکتی۔ اس لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کو دیگر ممالک سے روپیہ جمع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ احباب اس کار خیر میں شرکت فرمائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

احباب ایسی رقوم دفتر محاسب قادیان کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نادہندہ بے شرح اور بقایا داران کے متعلق

نہایت ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت ۱۹۴۷ء میں یہ فیصلہ ہؤا تھا کہ جو افراد جماعت اپنا چندہ عام پوری شرح سے ادا نہیں کرتے اور کم شرح سے دینے کے لئے مرکز سے اجازت بھی حاصل نہیں کرتے۔ اور نظارت بیت المال کی تحریص و تحریک کے باوجود اپنی حالت پر مصر ہیں۔ ان کا معاملہ نظارت بیت المال کی طرف سے مناسب سزا کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا جاوے۔

حضور کا ارشاد اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کو صرف پڑھنے اور سننے تک ہی محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ ہر ایک جماعت میں جس قدر ایسے احباب ہیں۔ جو پوری شرح سے چندہ ادا نہیں کرتے یا وہ احباب جو چندہ بالکل نہیں دیتے ان کو اس فیصلہ سے پورے طور پر آگاہ اور متنبہ کر کے اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ چندہ ادا کریں۔ اگر بعض حقیقی مجبوریوں کی وجہ سے باشرح چندہ نہ دے سکتے ہوں۔ تو مقامی مجلس عاملہ کے توسط سے مرکز سے شرح چندہ کی تخفیف کو منظور کرائیں بصورت دیگر ان کا معاملہ حضرت اقدس کے حضور پیش کیا جائے گا۔

لہذا بذریعہ اعلان ایسے احباب کو سمجھانے کے لئے آخر اپریل ۱۹۵۵ء تک مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد جماعتوں سے ایسے دوستوں کے متعلق نام بنام رپورٹ لی جائیگی۔ اور ایسے دوستوں کا معاملہ آخری فیصلہ کے لئے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

امید ہے کہ جملہ عہدیداران مال اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنی جماعت کے ہر فرد کو اعلان ہذا سے تحریری طور پر اطلاع کر کے نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں گے تاکہ بعد ازاں کسی نادہندہ بے شرح اور بقایا دار کو عذر کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ہفتہ وصیت منایا جائے

چونکہ یہ زمانہ خاص طور پر اشاعت اسلام کا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ جماعت کو اس زمانہ کے مامور کو شناخت کی توفیق ملی۔ تمام جماعت بالخصوص موصی احباب پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ حلقہ موصی احباب کو وسعت دی جائے اس لئے تجویز کی گئی ہے تمام جماعتیں ۸ سے ۱۴ مارچ تک ہفتہ وصیت منائیں اس ہفتہ کا پروگرام یہ ہوگا۔

(۱) جلسہ کر کے وصیت کی اہمیت واضح کریں۔ وصیت کے قابل احباب کو وصیت کرنے کی تحریک کی جائے
۲- موصی احباب کو توجہ دلائی جائے کہ اپنی آمد کا از سر نو جائزہ لیں۔ ممکن ہے کہ پہلا اندازہ درست نہ ہو۔ تاجر احباب خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

۳- بقایا دار موصیوں سے حصہ آمد کا بقایا وصول کیا جائے اور ان سے آئندہ باقاعدہ رہنے کا وعدہ لیا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ بقایا کی وجہ سے وصیت منسوخ کر دی جاتی ہے جو کہ خوشکن امر نہیں۔ بقایا کی ادائیگی میں دقت ہو تو قسطیں کی جا سکتی ہیں۔

۴- جائداد کا حصہ احباب کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی تحریک کی جائے۔ بعد میں کئی قسم کی روکیں پڑ سکتی ہیں۔ ادائیگی کے لئے آسان ماہوار قسطوں کے وعدے لے کر اطلاع دی جائے۔

(۵) موصی خواتین سے زیور اور مہر پر حصہ وصیت وصول کیا جائے۔ ان سے بھی آسان ماہوار قسطیں مقرر ہو سکتی ہیں۔

(۶) موصی احباب باوجود دفتر وصیت کی طرف سے فارم آمد بھجوانے کے اسے پُر کر کے نہیں بھجواتے آئندہ کے لئے اس کا انتظام کیا جائے۔ (ناظر بیت المال)

سلسلہ کی سستی اور مفید کتب

خریدنے کے لئے احباب احمدیہ بک ڈپو قادیان کو یاد رکھیں۔ جو احباب تشحیذ۔ ریویو۔ الفضل کے سیٹ خریدنا چاہیں خط و کتابت کریں۔ (مینیجر)

چناب ایکسپرس پر صادق آباد کے قریب مسلح ڈاکوؤں کا حملہ

جناب عبدالقادر مہتہ کی حاضر دماغی اور جرأت و دلیری کی بدولت مسافروں کا جان و مال محفوظ رہا

ایک نامہ نگار سے

ذیل کی خبر الفضل سے درج کی جا رہی ہے پاکستان ٹائمز کراچی نے بھی نام کا ذکر کئے بغیر یہ خبر شائع کی ہے۔ (ایڈیٹر)

کراچی ۱۱ر فروری (بذریعہ تار) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے صاحبزادے مسٹر عبدالقادر مہتہ نے جو کراچی کے سوشل حلقوں میں بہت مشہور ہیں۔ ۸ اور ۹ فروری کی درمیانی شب کو چناب ایکسپرس میں سفر کرتے ہوئے اپنی حاضر دماغی اور جرأت و دلیری کی بدولت صادق آباد سٹیشن کے قریب اپنے مسافر ساتھیوں کے جان و مال کو کس طرح بچایا؟ اس کا حال آج ان کے مسافر ساتھیوں کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ رات کو گیارہ بجے کے قریب جونہی گاڑی صادق آباد سٹیشن کے بیرونی سگنل سے آگے بڑھی۔ تین ڈاکو اس ڈبے میں گھس آئے۔ جس میں مسٹر مہتہ اور پانچ دوسرے مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر سوئے پڑے تھے۔ ڈاکوؤں نے مسافروں کو پستول دکھا کر انہیں ایک کونے میں دھکیلتے ہوئے ہاتھ اوپر کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب ایک ڈاکو ان کے ہاتھ وغیرہ باندھنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور اس نے پستول اپنے ساتھی کو پکڑا دیا۔ تو مسٹر مہتہ اور ان کا ایک ساتھی مسافر یکدم ان پر جھپٹ پڑے۔ اور دونوں کو گاڑی سے باہر پھینک دیا۔ گاڑی اس وقت بڑی تیز رفتار سے جا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر دوسرے مسافروں کو بھی حوصلہ ہوا۔ اور وہ تیسرے ڈاکو پر پل پڑے۔ لیکن وہ بھاگ نکلا۔ اس اثناء میں ایک مسافر نے زنجیر کھینچ لی۔ اور گاڑی فوراً رک گئی۔ پولیس کے دو سپاہی جو گاڑی کی حفاظت پر مامور تھے۔ دوڑ کر ڈبے کی طرف آئے۔ اور انہوں نے مجرموں کا پتہ لگانے کے لئے گاڑی کو واپس لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تھوڑی دور جا کر راستے میں دو ڈاکو زخمی حالت میں بیہوش پائے گئے۔ عین موقعہ پر ایک پستول ان سے برآمد کیا گیا۔ علاوہ ازیں تالا بند چاقو کلہاڑی اور بیڑیاں بھی ان کے قبضے سے ملیں پولیس نے ڈاکٹری معائنے اور طبی امداد کے لئے دونوں ڈاکوؤں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ میرپور متھیلو جاتے ہوئے دونوں قیدی زخموں کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ لائلپور اور منٹگمری کے بعض مالدار تاجر اور عورتیں اور بچے وغیرہ اس ڈبے کے ساتھ والے ڈبے میں سفر کر رہے تھے۔ جس پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا۔ اس لڑائی میں مسٹر مہتہ کو خفیف سی چوٹیں آئیں۔ سپیشل پولیس موقعہ پر پہنچ گئی ہے اور سارے علاقے کے گرد گھیرا ڈال دیا گیا ہے۔ تاکہ تیسرے ڈاکو اور گرد کے باقی ماندہ لوگوں کو گرفتار کیا جا سکے۔

کلکتہ ۱۳ر فروری۔ آج جمعیۃ العلماء ہند کا اٹھارواں اجلاس ختم ہو گیا۔ اس اجلاس میں بعض اہم قراردادیں منظور کی گئی ہیں۔ جن میں سے بعض کا تعلق مسلمانوں سے بعض کا حکومت سے ہے۔ یعنی (۱) بمبئی دینی کنونشن کی تائید و حمایت میں قرار پایا کہ سیکولر تعلیم کے ساتھ مسلمان بچوں کو مذہبی تعلیم بھی دلائی جانے کی ضرورت ہے۔ (۲) جمعیۃ العلماء ہند دینی تعلیم دینے والے استادوں کی تربیت کے لئے مرکز قائم کرے۔ (۳) سرکاری سکولوں میں پڑھائی جانے والی خاص اعتراضی کتابوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے ان کے بارے میں ضروری کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ (۴) صدر جمہوریہ ہند سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ یوپی میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کر کے انجمن ترقی اردو کی یادداشت کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ (۵) حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ مغربی بنگال کی مساجد کو پناہ گزینوں سے خالی کرا کر مسلمانوں کے حوالہ کرے۔ (۶) نکاسی ایکٹ کے ختم کئے جانے پر حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور درخواست کی گئی کہ ان پریشانیوں کو دور کیا جائے جو طلبی ثبوت اور بار بار کی تحقیقات کا عمل میں لانے سے مسلمانوں کو پیش آ رہی ہیں۔

راولپنڈی۔ لاہور کے کرکٹ میچ کے موقعہ پر جس خلوص سے ہندوستانیوں کا استقبال کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ذیل کا واقعہ خصوصیت سے قابل غور ہے جو اخبار تعمیر میں شائع ہوا۔ اور بحوالہ الجمعیۃ دہلی کی تفصیل اس طرح ہے:۔

"راقم الحروف قلعہ گوجر سنگھ کو بند سٹریٹ کے ایک نوجوان ملک عبدالحق صاحب کے ہمراہ چوک میں کھڑا تھا۔ چوک میں ایسی رونق تھی۔ جیسے ہندو، سکھ اور مسلمانوں کا کوئی مشترکہ تہوار ہو۔ اسی رونق میں دیکھا کہ ایک سکھ اور ایک مسلمان کی آنکھیں دو چار ہوئیں اور دونوں بت بن کر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔ مسلمان نے آگے بڑھ کر سکھ کو سینے سے لگا لیا۔ سکھ دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہے۔ اور مسلمان کہہ رہا ہے۔ لہنا سنگھ مت رو میں نے تجھے معاف کر دیا۔ میں نے تجھے معاف کر دیا مت رو۔" سکھ ہے کہ اس کے آنسو تھمنے ہی میں نہیں آتے۔

راقم الحروف نے آگے بڑھ کر سکھ کے رونے اور مسلمان کے معافی دینے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔ اور صرف اتنا کہا کہ "میں مسلمان ہوں اور لہنا سنگھ میرا مہمان ہے۔ لہنا سنگھ نے آنسو بہاتے ہوئے کہا کہ میں نے غلام محمد کی والدہ کو جو میری والدہ تھی اور غلام محمد کی ہمشیرہ کو جو میری ہمشیرہ تھی فسادات میں شہید کر دیا تھا۔ اور آج میں محسوس کرتا ہوں کہ ایک مسلمان میرے ساتھ ......؟ اس کے بعد لہنا سنگھ بے ہوش ہو گیا اور غلام محمد کے پاؤں میں جھک گیا۔ غلام محمد نے اُٹھا کر سینے سے لگا لیا کہ" میں مسلمان ہوں تم میرے مہمان ہو یہ سب کچھ کسی تیسرے کی شرارت سے ہوا کہ ہم آپس میں دشمن بن گئے۔

قاہرہ۔ وزیراعظم نہرو مصر کے وزیر اعظم کرنل ناصر سے دو روزہ بات چیت کے بعد آج صبح بذریعہ ہوائی جہاز دہلی روانہ ہو گئے۔ نہرو اور کرنل ناصر نے بات چیت کے بعد ایک مشترکہ اعلان جاری کیا۔ جس میں کہا گیا کہ بین الاقوامی امور کے متعلق ان کے نظریے ایک جیسے ہیں۔ اعلان میں کہا گیا کہ جنگ کے جدید ترین ہتھیاروں کی تیاری کے پیش نظر اب جنگ کا مطلب انسانیت کی مکمل تباہی ہے۔ جنگ سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دونوں وزرائے اعظم کا خیال ہے کہ جنگ کو روکنے اور امن کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ اور بین الاقوامی جھگڑے بات چیت کے ذریعہ پُرامن طور پر حل کئے جائیں۔ فوجی معاہدوں اور فوجی گٹھ بندیوں سے کشیدگی اور اسلحہ سازی کی دوڑ میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے کسی ملک کی سلامتی میں مدد نہیں ملتی۔

جناب کمشنر صاحب جالندھر کی بٹالہ آمد

اور جماعت احمدیہ قادیان کے وفد کی ان سے ملاقات

یہ معلوم ہونے پر کہ مسٹر ای کل سین صاحب آئی سی ایس کمشنر جالندھر ڈویژن پہلی مرتبہ سرکاری دورہ پر مورخہ ۱۲ر فروری کو بٹالہ تشریف لا رہے ہیں جماعت احمدیہ قادیان کا ایک وفد جو مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر امور عامہ و خارجہ اور مکرم فضل الٰہی خاں صاحب پر مشتمل تھا۔ کمشنر صاحب سے ملاقات کے لئے بٹالہ گیا۔ جناب کمشنر صاحب سے ملاقات کے دوران میں انہیں جماعت احمدیہ کے امن پسند اصولوں اور مرکز قادیان کی بین الاقوامی پوزیشن سے آگاہ کیا گیا۔ اور انہیں قادیان تشریف لانے کی دعوت دی گئی۔ ان کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی بعض موجودہ مشکلات کا ذکر بھی کیا گیا۔ جس پر انہوں نے ہمدردانہ توجہ دے کر مؤثر کارروائی کا یقین دلایا۔

جناب کمشنر صاحب کی خدمت میں سلسلہ کا کچھ لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے مطالعہ کا وعدہ فرمایا۔ اور کسی دوسرے دورہ پر قادیان تشریف لانے کا بھی وعدہ فرمایا۔

کوئٹہ ۸۔ خبردار کوئٹہ اور نواحی علاقہ میں خوفناک زلزلہ آیا تھا۔ اس روز تین دنوں میں زلزلہ کے متعدد جھٹکے محسوس ہوئے۔ اگرچہ یہ جھٹکے ہلکے تھے۔ اور ان سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ تاہم اس سے کوئٹہ میں شدید گھبراہٹ پھیل گئی ہے۔ اور شہر سے لوگوں کا نکاس شروع ہو گیا ہے کل حکام نے اعلان کیا تھا۔ کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور لوگوں کو شہر سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ گذشتہ چار دنوں میں زلزلہ کے جھٹکے بلوچستان کے تمام حصوں قلات مستونگ یارو۔ لورالائی پشین فورٹ سنڈیمن۔ ڈھاڈر اور کوئٹہ میں محسوس کئے گئے۔

امرتسر ۵ر فروری۔ لاہور میں میلہ مویشیاں کے سلسلہ میں ۲۱ فروری سے ۲۷ فروری تک بھارتی باشندوں کے لئے ویزا کی پابندیاں نرم کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا تھا۔ وہ اب منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس فروری میں فروری کی تعطیلات کرنے کے لئے وقت بہت کم ہے۔ لیکن سیاسی مبصروں کا یہ خیال ہے کہ پاکستان کو فوری طور پر ناک ریس کا سامنا ہے۔ جس کے پیش نظر بھارتی باشندوں کو لاہور جانے کی اجازت دینے کا فیصلہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔